ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت

ملتان

7 ذیقعدہ 1441ھ | جولائی 2020ء

عزم وہمت اور صبر و استقامت کے

90 سال

- حکمران! آئین اور حلف کی پاسداری کریں
- تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین کامیابی!
- ”قومی اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کی نمائندگی کا معاملہ“
- قادیانیوں کے حق میں امریکی کمیشن پھر متحرک
- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زہد و انفاق
- صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ
- تقسیم میراث اور اصلاح رسوم
- قربانی......حکمت اور مسائل و احکام
- شعائر اسلام اور قادیانی......دنگ ہوں فریب کاری کے انبار دیکھ کر
- ڈاکٹر صفدر محمود، تاریخی حقائق اور مجلس احرار

عیدالاضحیٰ کے موقع پر

قربانی کی کھالیں

شعبہ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ

مجلسِ احرارِ اسلام

کو دیجیے

جملہ رقوم، عطیات، زکوٰۃ وعشر، صدقات
قیمت چرم قربانی بھیجنے کے لیے

ترسیلِ زر

بذریعہ چیک، ڈرافٹ، آن لائن: بنام مدرسہ معمورہ: اکاؤنٹ نمبر

A/C # 50100307362000010
Branch Code : 0729
THE BANK OF PUNJAB

بذریعہ اے ٹی ایم ٹرانسفر: **07290160065740001**

مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان	061 - 4511961 0301-7430486
مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر	0301-3138803
مدرسہ معمورہ دفتر احرار لاہور	042 - 35912644 0300-4240910
مولوی محمد طیب مدنی مسجد چنیوٹ	0321-7708157
دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی	040 - 5482253
امجد حسین (سیالکوٹ) ذوالفقار بھٹو (ڈسکہ)	0307-6101608 0301-6100380
مدرسہ معمورہ، میراں پور (میلسی)	0308-7944357
مدرسہ ختم نبوت گڑھا موڑ (میلسی)	0300-7723991
مدرسہ ابوبکر صدیق، تلہ گنگ	0300-5780390
ڈاکٹر عبدالرؤف ڈاکٹر ریاض احمد جتوئی (مظفر گڑھ)	0301-7465899 0301-5641397
رانا محمد نعیم (حاصل پور) ملک عاصم عطاء (ڈیرہ اسماعیل خان)	0334-7102404 0333-9971711
مدرسہ ختم نبوت بورے والا (وہاڑی) محمد خاور بٹ (گوجرانوالہ)	0300- 6993318 0303-5451132
مدرسہ محمودیہ معمورہ، ناگڑیاں (گجرات)	0301-6221750
محمد اشرف علی احرار، فیصل آباد	0300- 7623619
حافظ محمد عمران، ماہڑہ (مظفر گڑھ)	0302-7778069
محمد اصغر لغاری، میرہزار خان (مظفر گڑھ) حافظ عبدالقیوم، میرہزار خان (مظفر گڑھ)	0300-8955344 0302-7320947
عبدالکریم قمر (کمالیہ)	0333-6377304
مولانا محمد اسماعیل (ٹوبہ)	0308-7298634
محسن خان سیال (جھنگ)	0308-5165518
مولانا فقیر اللہ رحمانی، رحیم یار خان	0301-7660168
مولوی عمر فاروق، مدنی مسجد بہاولپور	0301-7191999
شفیع الرحمٰن احرار (کراچی)	0311-2883383

الداعی الی الخیر
شعبہ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 31 شمارہ 07 جولائی 2020ء / ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ

Regd.M.NO.32

تشکیل

اداریہ:	حکمران! آئین اور حلف کی پاسداری کریں	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات:	تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین کامیابی!	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار:	''قومی اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کی نمائندگی کا معاملہ''	مولانا زاہد الراشدی	8
//	قادیانیوں کے حق میں امریکی کمیشن پھر متحرک	عرفان احمد عمرانی	10
//	مذہبی آزادی، امریکی تھپکی اور نئے مطالبات	عمر فاروق	12
//	مجاہدین کے مزارات پر حاضری	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	15
دین و دانش:	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زہد و انفاق	حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ	17
//	صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ	حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ	19
//	تقسیم میراث اور اصلاح رسوم	مفتی ابو رفیدہ عارف محمود	22
//	قربانی.....حکمت اور مسائل و احکام	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	28
//	پیری مریدی کا مقصد...... حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے تین واقعات	وقائع احمدی سے انتخاب	36
ادب:	نعت	حبیب الرحمٰن بٹالوی	43
تاریخ احرار:	تاریخ احرار (تیسری قسط)	مؤلف: مفکر احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ پیش لفظ: ماسٹر تاج الدین انصاری رحمہ اللہ	44
شخصیت:	مفکرِ اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ (قسط:۲)	سید محمد کفیل بخاری	51
مطالعۂ قادیانیت:	شعائر اسلام اور قادیانی......	پروفیسر عبدالواحد سجاد	53
//	دنگ ہوں فریب کاری کے انبار دیکھ کر		
//	مرزا قادیانی جھوٹا تھا......	مولانا منظور احمد آفاقی	56
نقد و نظر:	ڈاکٹر صفدر محمود، تاریخی حقائق اور مجلس احرار	محمد قاسم چیمہ	58
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی
ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیرِ مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقائے فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید عطاء اللہ ثالث بخاری
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com
محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد
0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک ---- 300/- روپے
بیرون ملک ---- 5000/- روپے
فی شمارہ ---- 30/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

حکمران! آئین اور حلف کی پاسداری کریں

سید محمد کفیل بخاری

وطن عزیز پاکستان گزشتہ چار ماہ سے سخت بحرانی کیفیت میں ہے۔ کورونا وائرس سے بچاؤ کے لیے مکمل اور جزوی لاک ڈاؤن کیا گیا۔ ہفتے میں چار دن کاروبار سے ملکی معیشت تباہ، غریب عوام کی زندگی مفلوج اور مہنگائی عروج پر پہنچ گئی ہے۔ حالیہ دنوں میں حکومت نے عوام پر پیٹرول بم گرا کر غربت اور مہنگائی میں بے پناہ اضافے کی رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ہے، جبکہ عوام دشمن بجٹ اس پر مستزاد ہے۔ موجودہ حکمران عوام کی فلاح و بہبود کے جن دعووں کے ساتھ اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہوئے تھے وہ سب فراموش کر دیے گئے ہیں۔ وہی پرانا راگ الاپا جا رہا ہے کہ یہ سب کچھ ہمیں سابقہ حکمرانوں سے ورثے میں ملا ہے۔ عوام نے گھبرانا نہیں، جلد سب ٹھیک ہو جائے گا۔ مقتدر قوتوں سے گزارش ہے کہ وہ حکومت کے لیے اپنے منتخب کردہ حکمرانوں کی نااہلیوں اور ناقص کارکردگی کا جائزہ لیں اور اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کریں۔ قانون، اصول، ضابطہ اور عوامی مسائل سے ہٹ کر اگر اسی طرح فیصلے کیے جاتے رہے تو حالات مزید ابتر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اور نہ ہی اللہ کا دین محتاج ہے۔ حکمرانوں نے تبلیغ دین کے راستے بند کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے انہی کے اندر ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیا جنہوں نے دین حق اور نبی ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صدائیں بلند کر دیں۔ قومی اسمبلی، سینیٹ، سندھ، پنجاب اسمبلی اور آزاد کشمیر اسمبلی سے اس قرارداد کا منظور ہونا قابل تحسین ہے کہ سرورِ کونین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی جہاں بھی لکھا اور بولا جائے وہاں لفظ ’’خاتم النبیین‘‘ ساتھ لکھا اور بولا جائے۔ لیکن ہمارے وزیر اعظم کا حال یہ ہے کہ وزارت عظمیٰ کے حلف اٹھانے سے لے کر آج تک وہ ’’خاتم النبیین‘‘ صحیح تلفظ کے ساتھ ادا نہیں کر سکے۔ انہوں نے ملک کی حالت تو کیا درست کرنی ہے کم از کم ’’پیرنی مہارانی‘‘ سے یہ لفظ تو ٹھیک بولنا سیکھ لیں۔

وزیر اعظم ایک طرف تو ریاست مدینہ کی طرز پر نیا پاکستان بنانا چاہتے ہیں لیکن دوسری طرف دارالحکومت اسلام آباد کے زیر سایہ قادیانی 33 کنال زمین خرید کر کفر و ارتداد کا مرکز بنا رہے ہیں۔ 1947ء کے بعد پہلی مرتبہ اسلام آباد میں ہندو برادری کو سرکاری خرچ پر مندر تعمیر کر کے دیا جا رہا ہے۔ وزیر اعظم کو معلوم ہونا چاہیے کہ مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست میں پہلے سے موجود غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کے تحفظ کی ضمانت دی گئی تھی، نئی عبادت گاہوں کی تعمیر کی اجازت نہیں تھی۔ کیا وزیر اعظم کشمیر اور ہندوستان میں مسلمانوں اور ان کی عبادت گاہوں سے ہندوؤں کی بدسلوکی اور مظالم بھول گئے ہیں۔ ہندو بابری مسجد مسمار کر کے مندر تعمیر کر رہے ہیں اور آپ انہیں مندر تعمیر کر کے دے رہے ہیں۔ عبادت گاہوں کا احترام اور اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ اپنی جگہ درست لیکن ناانصافی کی گنجائش ہے نہ اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ آپ کرتار پور راہداری کھول رہے ہیں اور ہندوستان اس کی مخالفت کر رہا ہے۔ آپ مسلمانوں کے لیے مساجد کے دروازے بند اور ہندوؤں کے لیے مندر کھول کر کس ایجنڈے کی تکمیل کر رہے ہیں؟ کورونا لاک ڈاؤن کی آڑ میں قرآن کریم اور حدیث پاک کی تعلیم بند کر دی گئی

ہے۔ مدارس اصلاحات اور یکساں نصاب تعلیم کے نفاذ کی آڑ میں دینی مدارس کے گرد گھیرا تنگ اور قرآن وحدیث کی خالص تعلیم کے راستے مسدود کرنا استعماری ایجنڈا نہیں تو اور کیا ہے؟ مولانا فضل الرحمٰن نے حکومت کی مدارس اصلاحات کو مکمل طور پر مسترد کر دیا ہے۔ دینی مدارس کی ذمہ دار قیادت کو آنکھیں بند کر کے سب کچھ قبول نہیں کرنا چاہیے۔ ہماری اور ہمارے مستقبل کی بقاء قرآن وحدیث کی تعلیم میں ہی ہے۔ مدارس اصلاحات دراصل وہ میٹھا زہر ہے جسے عالمی استعمار نے مسلمانوں کا ایمان لوٹنے کے لیے تیار کیا ہے۔ استعمار کے دیسی گماشتے اُن کی خوشنودی کے لیے اس زہر کو یہاں امپورٹ کر رہے ہیں۔ دینی قوتیں متحد ہو کر اس کی امپورٹ بند کر دیں۔ ورنہ ہمہ گیر اور ہمہ جہت تباہی ہے۔ امریکی کمیشن کی رپورٹ میں آئین پاکستان سے قادیانیوں سے متعلق قوانین کو ختم کرنے کی تجویز پاکستان کے اندرونی معاملات میں کھلی مداخلت ہے۔ کیا موجودہ حکمران قادیانیوں کو کھلی چھٹی دے کر امریکی استعماری ایجنڈے کی تکمیل نہیں کر رہے؟

قادیانیوں کا معاملہ دیگر غیر مسلم اقلیتوں سے بالکل مختلف ہے۔ ہندو، سکھ، عیسائی تو اپنی مذہبی شناخت کے ساتھ عبادت گاہیں بناتے ہیں لیکن قادیانی غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان اور پوری امت مسلمہ کو کافر کہ کر اپنی عبادت گاہ کو مسلمانوں کی شناخت ''مسجد'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جبکہ دین اسلام کے مقابلے میں نیا مذہب گھڑ کر اُسے اسلام کہتے اور خاتم النبیین سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں مرزا غلام قادیانی کو نبی مان کر پوری دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اس دھوکہ دہی کی پاکستانی آئین اجازت دیتا ہے نہ پاکستان کے مسلم عوام کی اکثریت اور نہ ہی اس کا کوئی اخلاقی جواز ہے۔ وزیر اعظم اور ان کی حکمران ٹیم ماورائے آئین اقدامات سے گریز کریں۔ جس آئین پر حلف اٹھایا ہے اس آئین اور اپنے حلف کی پاس داری کرتے ہوئے قادیانیوں کی اسلام اور مسلم دشمن سرگرمیوں کو روکیں۔ ہم عدالت عظمیٰ اور اسلامی نظریاتی کونسل سے بھی گزارش کرتے ہیں کہ وہ حکمرانوں کی غیر آئینی سرگرمیوں اور اقدامات کی روک تھام کے لیے اپنا آئینی کردار ادا کریں۔

علماء اور اہم دینی شخصیات کی رحلت:

گزشتہ دو ماہ میں 70 سے زائد علماء اور کئی اہم دینی شخصیات انتقال کر گئیں ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو گیا ہے۔ اتنی کثرت کے ساتھ علماء کا چلے جانا، علم کا اٹھ جانا ہے۔ عظیم علمی وروحانی شخصیات کے اٹھ جانے سے مسند علم ویران ہو گئی۔ حضرت علامہ خالد محمود، حضرت حافظ صغیر احمد، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی، حضرت مفتی محمد نعیم، خواجہ عزیز احمد بہلوی، مولانا شمس الدین انصاری، قاری تصور الحق مدنی (برمنگھم، برطانیہ) کئی شیوخ الحدیث والتفسیر، سابق امیر جماعت اسلامی محترم سید منور حسن رحمہم اللہ اور دیگر کئی دینی وسیاسی کارکن اور رہنما سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور امت کے حال پر رحم فرمائے۔ کس کس کا غم کیا جائے اور کس کس سے تعزیت کی جائے۔ ہم تو خود تعزیت کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر عطاء فرمائے۔ تمام مسافران آخرت کی مغفرت فرمائے اور ان کے لواحقین وپسماندگان اور متوسلین سب کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

قارئین سے گزارش ہے کہ روزانہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھ کر علماء اسلام اور پوری امت مسلمہ کو ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام فرمائیں

تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین کامیابی!

عبداللطیف خالد چیمہ

قومی اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کی نمائندگی نہ ہونے پر سب متفق ہوئے تو شہداء فاؤنڈیشن اسلام آباد نے اسلام آباد ہائی کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی کہ ''اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کو نمائندگی کیوں نہیں دی گئی''۔ اس صورتحال پر تمام حلقے ششدر رہ گئے کہ یہ کیا ہوا، پریشانی بڑھی تو جماعتی ماحول میں فکرمندی پیدا ہوئی، اس پر مجلس احرار اسلام پاکستان کے قانونی مشیر جناب شیر افضل خان ایڈووکیٹ نے ہائی کورٹ میں راقم الحروف کی جانب سے پارٹی بننے کے لیے ضابطے کے مطابق درخواست (نمبری 1301/2020) جمع کروائی چنانچہ جماعت کی طرف سے مجلس احرار اسلام پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا تنویر الحسن احرار کو میرے ساتھ معاون کے طور پر مقرر کیا گیا، میں نے راؤ عبدالرحیم ایڈووکیٹ اور ملک مظہر جاوید ایڈووکیٹ سے بھی مشاورت کی چنانچہ 4 جون جمعرات کو ہم احباب کے ہمراہ عدالت عالیہ پہنچے، گیٹ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے سیکرٹری جنرل قاری عبدالوحید قاسمی اور علماء اسلام آباد و راولپنڈی نے ہمارا خیر مقدم کیا۔ پونے دس بجے کے لگ بھگ آواز پڑی تو ضروری کارروائی کے بعد حافظ احتشام احمد نے شہداء فاؤنڈیشن کی رٹ پٹیشن میں مؤقف دینا شروع کیا، اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس عزت مآب جناب محسن رضا کیانی نے پٹیشنر سے کہا کہ شہداء فاؤنڈیشن کی جانب سے یہ رٹ میرٹ پر بنتی نہیں، پٹیشنر نے اصرار کیا تو جج صاحب نے شہداء فاؤنڈیشن کے اغراض و مقاصد پڑھ ڈالے اور اُن کو جواب دیا، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ''قادیانی آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم اقلیت ہیں لیکن وہ اپنی متعینہ آئینی و قانونی حیثیت کو ماننے سے انکاری ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شہداء فاؤنڈیشن کو شہداء فاؤنڈیشن ہی رہنے دیں، قادیانی فاؤنڈیشن نہ بنائیں اور شہداء فاؤنڈیشن تک محدود رہیں، شہداء فاؤنڈیشن کو قادیانی جماعت کی نمائندگی کا کوئی حق حاصل نہیں۔ قادیانی اپنی نمائندگی خود کریں، شہداء فاؤنڈیشن اپنے میمورنڈم (دائرہ کار) اور اغراض و مقاصد کے اندر رہے اور قادیانی مسئلہ کو اپنا مسئلہ نہ بنائے۔ قادیانیوں کو کوئی مسئلہ ہوگا تو وہ خود عدالت سے رجوع کریں گے۔ شہداء فاؤنڈیشن تو صرف شہداء کے لیے بنائی گئی تھی، احمدیوں کی نمائندگی کیسے کر سکتی ہے؟'' جسٹس محسن اختر کیانی کے ریمارکس کے بعد جب حافظ احتشام احمد مکمل طور پر لاجواب ہو گئے تو جج صاحب نے پٹیشن مسترد کرنے کا فیصلہ کیا تو ہمارے وکلاء اور ہم باہر نکلے تو سب نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ایک دوسرے کو مبارک بادیں دینے لگے

قاری عبدالوحید قاسمی کی دعوت پر ہم ہائی کورٹ کے کیفے ٹیریا میں چائے کے لیے گئے تو ساتھیوں کا جمع ہونا ایک تقریب کی شکل اختیار کر گیا، مولانا تنویر الحسن احرار نے تلاوت قرآن کریم سے آغاز فرمایا اور راقم نے مختصر کلمات ادا کرتے ہوئے وکلاء سمیت سب حضرات کا شکریہ ادا کیا، شیر افضل خان بابر ایڈووکیٹ، فضل الرحمٰن خان نیازی ایڈووکیٹ، راؤ عبدالرحیم ایڈووکیٹ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے سیکرٹری جنرل اور تحریک ختم نبوت آزاد کشمیر کے امیر قاری عبدالوحید قاسمی اور مولانا محمد طیب فاروقی نے مختصر مختصر خطاب کیا اور مجلس احرار اسلام کی مساعی جمیلہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا محمد

طیب فاروقی نے کہا کہ ہم تو موروثی احراری ہیں، قاری عبدالوحید قاسمی نے راقم کی دل کھول کر تحسین کی جس پر ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ اس موقع پر مولانا طارق معاویہ، مولانا زاہد وسیم، مولانا خلیق الرحمٰن چشتی، مولانا محمد ابوبکر، مولانا محمد سعید، مولانا شیراز احمد فاروقی، احمد عثمان طارق، عامر ظفر، حافظ محمد سلیم شاہ نے بھی شرکت کی۔ تقریب کے دوران ہی ٹیلی فون پر مبارک بادوں کا سلسلہ شروع ہو گیا مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، جمعیت علماء اسلام (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے صدر مولانا محمد الیاس چنیوٹی اور کئی دیگر رہنماؤں اور شخصیات نے اس عدالتی فیصلے کو امت مسلمہ کے ایمان وعقیدے کی ترجمانی اور آئین کی مکمل پاسداری کا مظہر قرار دیا ہے۔ مسلم لیگ (ق) کے مرکزی صدر چوہدری شجاعت حسین، سیکرٹری جنرل چوہدری طارق بشیر چیمہ، سپیکر پنجاب اسمبلی چوہدری پرویز الٰہی، چوہدری راسخ الٰہی، صوبائی وزیر معدنیات حافظ عمار یاسر اور دیگر رہنماؤں نے قومی اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کو نمائندگی نہ دینے کے خلاف شہداء فاؤنڈیشن اسلام آباد کی پٹیشن ہائیکورٹ سے مسترد ہونے کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کو تحریک ختم نبوت کی اس کامیابی پر مبارکباد پیش کی ہے۔

مسلم لیگ (ق) کی قیادت نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ قادیانی اسلام اور وطن کے غدار ہیں اور پاکستان کے آئین میں درج اپنی حیثیت کو نہیں مانتے قادیانی ریاست کے باغی ہیں اور انکے ساتھ باغیوں جیسا سلوک ہی ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ جسٹس محسن اختر کیانی نے اس کیس کی سماعت کے موقع پر قادیانیوں کے بارے میں جو تاریخی ریمارکس دیئے ہیں وہ عالم اسلام کے ایمان وعقیدے کی ترجمانی کرتے ہیں۔ انہوں نے شہداء فاؤنڈیشن کی رٹ پٹیشن مسترد کر کے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کا جو حق ادا کیا ہے اس کو عشق رسالت کی تاریخ میں یاد رکھا جائے گا۔

عدالت سے فارغ ہو کر روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد کے دفتر میں چیف ایڈیٹر جناب مہتاب خان سے ملاقات ہوئی، حسب سابق انہوں نے عزت افزائی فرمائی اور جسٹس محسن اختر کیانی کے فیصلے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اندرون خانہ قادیانی سرگرمیوں سے آگاہ کیا، ہم اپنی قیام گاہ پہنچے تو مولانا تنویر الحسن احرار اور احرار کارکن بھائی محمد سعید طورا، قادیانی ترجمان سلیم الدین کے آئین کے خلاف بیان پر درج مقدمہ نمبر 4877/2 کی پیشی اور قادیانی نشریاتی اداروں کے خلاف پی ٹی اے میں اپنی پیشی اور بیان ریکارڈ کرانے کے بعد واپس پہنچ چکے تھے اور متعدد ساتھی ملاقات اور مبارک باد کے لیے آئے ہوئے تھے۔ مولانا تنویر الحسن احرار، حافظ محمد سلیم شاہ ڈاکٹر محمد یٰسین شاہ اور راقم الحروف عصر کے بعد اسلام آباد سے روانہ ہو کر بلکسر انٹرچینج پر نماز مغرب کے بعد ایک ہوٹل پر پہنچے جہاں لاہور کی طرف سے آنے والے جناب سید محمد کفیل بخاری اور ڈاکٹر محمد آصف جو تلہ گنگ جا رہے تھے کے ساتھ چائے پی اور مبارک باد کا تبادلہ کیا، آدھی رات کے بعد ہم چیچہ وطنی پہنچے۔ 5 جون کو ہر طرف سے مبارکبادوں کا سلسلہ جاری رہا، عصر کے بعد دفتر احرار جامع مسجد چیچہ وطنی میں احرار کارکنوں کی جانب سے عصرانے کا اہتمام کیا گیا جس میں اہلحدیث رہنما قاری محمد اکرم ربانی، محمد صفدر چودھری اور بہت سے ساتھیوں نے خصوصی طور پر شرکت کی، مجموعی طور پر جمعیت علماء اسلام کی جانب سے مبارکبادوں کا تناسب زیادہ رہا۔

7 رجون کو نبیرۂ امیر شریعت جناب سید عطاء اللہ شاہ بخاری ثالث (ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان)، حافظ

محمد اسماعیل احرار (ٹوبہ ٹیک سنگھ)، حاجی عبدالکریم قمر (کمالیہ) حافظ اُسامہ عزیر ساہیوال اور دیگر ساتھی چیچہ وطنی تشریف لائے اور حوصلہ افزائی فرمائی، اسی روز بعد نماز عصر مدرسہ عزیز العلوم غفور ٹاؤن چیچہ وطنی میں جمعیت علماء اسلام کی جانب سے ایک بڑی تقریب عصرانہ کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت اور میزبانی حضرت پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری نے کی اور ہمیشہ کی طرح شفقتوں سے نوازا، اس تقریب کے داعی برادر عزیز حافظ حبیب اللہ چیمہ، مولانا پیر جی عزیز الرحمٰن، حافظ حفیظ اللہ، حافظ محمد معاویہ راشد، ملک محمد اسد اور جمعیت کے دیگر رہنما و کارکن تھے۔ جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں نے جس والہانہ اور پرتپاک طریقہ سے استقبال کیا اور تقریب منعقد کی وہ یاد رہے گا۔ اس تقریب میں جمعیت علماء اسلام کے رہنما حافظ حبیب اللہ (کسووال) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید عطاء اللہ بخاری ثالث، مولانا پیر جی عزیز الرحمٰن، شیخ عبدالغنی تحریک ختم نبوت اہلحدیث کے سربراہ مولانا محمد اکرم ربانی، جمعیت علماء پاکستان کے رہنما مولانا غلام نبی معصومی، حکیم حافظ محمد قاسم، حافظ محمد اسماعیل، عبدالکریم قمر، قاری محمد قاسم، مولانا منظور احمد، ماسٹر تنویر احمد، حافظ ظہور احمد، حافظ حبیب اللہ گجر، مفتی طارق اسماعیل خانیوال، جمعیت علماء اسلام میاں چنوں کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن، مرکزی انجمن تاجران کے سیکرٹری جنرل آصف سعید چودھری، حافظ محمد آصف سلیم، رانا عبداللطیف اور بہت سی دیگر شخصیات نے شرکت و خطاب کیا، مختلف ذرائع سے مبارکباد دینے والی شخصیات، رہنماؤں، کارکنوں اور ساتھیوں کا بے حد شکر گزار ہوں اور امام اہلسنت قائد احرار حضرت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے اس شعر پر اختتام کرتا ہوں۔

اللہ نے دین کو عزت دی، ہم عاجزوں کی خود لاج رکھی ۔۔۔ معلوم ہوا کہ اُمت پہ نبی کی، نظرِ عنایت آج بھی ہے

گزشتہ کچھ عرصہ کے دوران تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت جیسے مقدس موضوعات کے حوالے سے اچھی خبریں ملیں، جن کا ملک بھر سے پرجوش خیر مقدم بھی نظر آیا، پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں مسلم لیگ (ن) کے صوبائی وزیر معدنیات جناب حافظ عمار یاسر کی قرارداد سے قبل اسپیکر پنجاب اسمبلی چودھری پرویز الٰہی نے ایوان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''ختم نبوت ہمارے ایمان کا بنیادی حصہ ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ہماری جان بھی قربان ہے، جب تک قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے، تب تک ان کو اقلیتی حقوق حاصل نہیں ہو سکتے۔

5 جون کو پنجاب اسمبلی میں گستاخانہ مواد پر پابندی کی قرارداد بھی منظور کی گئی، بعد ازاں 15 جون 2020ء، کو سندھ کی صوبائی اسمبلی نے متفقہ قرارداد منظور کی جس کے مطابق جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ ''خاتم النبیین'' لکھنا پڑھنا لازمی قرار دیا گیا۔ اسی روز گورنر پنجاب چودھری محمد سرور نے ایک حکم نامہ جاری کیا، جس کے مطابق یونیورسٹیوں میں قرآن مجید کی تعلیم لازمی قرار دی گئی اور پنجاب کی جامعات میں قرآن مجید ترجمے کے ساتھ پڑھے بغیر ڈگری نہ دینے کے حوالے سے باقاعدہ نوٹیفکیشن بھی جاری کر دیا گیا۔ تا آنکہ 22 جون 2020ء پیر کو قومی اسمبلی میں بھی ایک متفقہ قرارداد منظور کی گئی، جس کے مطابق جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ ''خاتم النبیین'' لکھنا لازم ہوگا، خبر ملاحظہ فرمائیں اور مسرور ہو جائیں۔

''اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک) قومی اسمبلی نے نصابی اور درسی کتب و دیگر دستاویزات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ خاتم النبیین لکھنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی۔ تمام جماعتوں نے قرارداد کی حمایت کی۔ قومی اسمبلی میں

بحث پر خطاب کے دوران مسلم لیگ ن کے رکن نورالحسن تنویر نے ایک قرارداد کا مسودہ وزیر مملکت علی محمد خان کے حوالے کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ جہاں جہاں نبی آخرالزماں کا نام آتا ہے اس کے ساتھ ''خاتم النبیین'' کا لفظ لازمی لکھا جائے۔ وزیر مملکت علی محمد خان نے ایوان میں بتایا کہ بیشتر جماعتوں کے پارلیمانی لیڈرز موجود ہیں، اس لیے وہ معزز رکن کے نکتہ کو قرارداد کی صورت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وزیر مملکت علی محمد خان نے متفقہ قرارداد ایوان میں پیش کی جس میں کہا گیا کہ تمام درسی کتابوں اور تعلیمی اداروں میں جہاں جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آتا ہے اس کے ساتھ لفظ ''خاتم النبیین'' لکھنا پڑھنا اور بولنا لازمی ہوگا۔ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے امجد علی خان نے کہا کہ آخری خطبہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا تھا کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور وہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ایوان نے قرارداد اتفاق رائے سے منظور کر لی۔ اس موقع پر عبدالقادر پٹیل نے کہا کہ بھٹو دور میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ''خاتم النبیین'' کو نہ ماننے والے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا عظیم فیصلہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے کیا تھا، ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر اپنی موت پر دستخط کر رہا ہوں۔ کرنل رفیع نے ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے سے لکھا ہے کہ قادیانی کہتے ہیں، میں جیل میں ہوں تو ان کی وجہ سے ہوں، ذوالفقار علی بھٹو نے کہا میں گناہ گار آدمی ہوں مگر اُمید ہے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی وجہ سے بخشا جاؤں گا۔ اس موقع پر وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور علی محمد خان کا کہنا تھا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ختم نبوت کو نہ ماننے والے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ (روزنامہ ''اسلام'' لاہور، 23/جون 2020ء، منگل، صفحہ اوّل)

مزید برآں 23 جون 2020ء، پیر کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ قادیانیوں کو اقلیتی کمیشن میں رکن بنانے کے حامی پانچ وزراء کے نام ایوان میں بتائے جائیں، یہ مطالبہ مسلم لیگ ن کے رکن قومی اسمبلی علی گوہر خان نے بجٹ بحث میں حصہ لینے کے موقع پر کیا، انہوں نے کہا کہ ''ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دیں گے، سازش کرنے والے وزراء کے نام سامنے لائے جائیں، قادیانیوں کو قومی اقلیتی کمیشن میں رکن بنانے کے حامی پانچ وزراء کے نام ایوان میں بتائے جائیں''۔ (روزنامہ ''اسلام'' لاہور، 24/جون 2020ء، بدھ، صفحہ اوّل)

تا آنکہ 24 جون بدھ کو سینٹ میں بھی حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ تعلیمی نصاب اور سرکاری دستاویزات میں خاتم النبیین لکھنے کی قرارداد جو جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد نے پیش کی کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ مزید یہ کہ سیدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سمیت تمام صحابہ کرام وصحابیات کی شان اقدس میں گستاخی کے خلاف بھی قرارداد منظور ہوئی اور کارروائی کا مطالبہ بھی کیا گیا۔ اُدھر قومی اسمبلی کے اسپیکر اسد قیصر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ خاتم النبیین لازمی لکھنے کے حوالے سے عمل درآمد کے لیے وفاق اور صوبوں کو خط لکھنے کا اعلان کیا ہے۔

اندریں حالات ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت اور اپوزیشن کی مختلف جماعتوں میں صحیح الفکر افراد بھی موجود ہیں، جو وقتاً فوقتاً اپنا دینی وقومی فریضہ ادا کرتے رہتے ہیں، ہم ایسے حضرات کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اسلام اور وطن کی محبت میں ڈوبے ہوئے کام لے لیں اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے وہ اپنا کردار ادا کرتے رہیں، ہمارا یقین ہے کہ عالمی استعمار کے طرف سے قادیانیوں کو پروموٹ کرنے کا جو سلسلہ جاری ہے، اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ بند لگے گا اور تحریک تحفظ ناموس رسالت اور تحریک تحفظ ختم نبوت آگے بڑھتی رہے گی۔ اللہ آپ اور ہم سب کے حامی و ناصر ہوں، آمین، یارب العالمین!

''قومی اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کی نمائندگی کا معاملہ''

مولانا زاہد الراشدی

گزشتہ دنوں قادیانیوں کو قومی اقلیتی کمیشن میں نمائندگی دینے یا کسی قادیانی کو کمیشن کا رکن بنانے کی خبریں منظر عام پر آئیں تو اس پر ملک بھر میں تشویش پیدا ہوگئی کہ یہ قادیانیوں کو چور دروازے سے مین اسٹریم میں داخل کرنے کی سازش ہوسکتی ہے۔ اس پر اعتراضات وخدشات کا سلسلہ شروع ہوگیا اور ہم نے بھی تحفظات کا اظہار کیا، چنانچہ وفاقی کابینہ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ کسی قادیانی کو اقلیتی کمیشن کا ممبر نہیں بنایا جا رہا۔ یہ اعلان دینی حلقوں کے لیے اطمینان کا باعث بنا اور عمومی طور پر اس کا خیر مقدم کیا گیا مگر اسلام آباد کی ''شہداء فاونڈیشن'' نے اسلام آباد ہائیکورٹ میں قادیانیوں کو قومی اقلیتی کمیشن میں نمائندگی نہ دینے کے فیصلے کو چیلنج کر دیا اور باضابطہ رٹ دائر کی جس سے تشویش واضطراب کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوگیا کہ جب مسئلہ نمٹ گیا تھا تو از سرِنو اسے دوبارہ کیوں چھیڑا گیا ہے۔

اس پر باہمی مشاورت کے ساتھ ''مجلس احرار اسلام پاکستان'' نے کیس میں باقاعدہ فریق بننے کا فیصلہ کر لیا تاکہ اگر کیس میں کوئی الجھاؤ والی بات نظر آئے تو اسے اعتماد کے ساتھ سنبھالا جا سکے۔ چنانچہ ۴ جون کو جس روز اسلام آباد ہائیکورٹ نے مذکورہ بالا رٹ کو سماعت کے قبول کرنے یا نہ کرنے کے فیصلے کا اعلان کرنا تھا، ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' اور ''مجلس احرار اسلام پاکستان'' دونوں کی قیادت اسلام آباد ہائیکورٹ میں کیس کی سماعت کے دوران موجود تھی تاکہ اگر رٹ کو سماعت کے لیے منظور کر لیا گیا تو وہ اس میں باقاعدہ فریق بننے کی درخواستیں دے سکیں، مگر اسلام آباد ہائیکورٹ نے اس وضاحت کے ساتھ یہ رٹ کو ناقابل سماعت قرار دے کر خارج کر دیا کہ اگر قادیانیوں کو قومی اقلیتی کمیشن میں شامل نہیں کیا گیا تو کسی اور کی بجائے متاثرہ فریق ہونے کی وجہ سے یہ کیس خود انہیں لڑنا چاہیے۔

ہائیکورٹ کے اس فیصلے پر اطمینان کا اظہار کیا گیا مگر تازہ ترین خبر کے مطابق جس فریق کی رٹ خارج کی گئی ہے اس نے مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل حاجی عبداللطیف چیمہ کے خلاف اسلام آباد تھانہ میں مقدمہ درج کرا کے محاذ آرائی کو جاری رکھنے کا عندیہ دیا ہے جس سے معاملات نیا رخ اختیار کرتے نظر آرہے ہیں، جبکہ کچھ نظریں پردۂ غیب کی طرف بھی اٹھنا شروع ہوگئی ہیں کہ دیکھیں اس کے پیچھے سے کیا نمودار ہوتا ہے؟

ہمارے خیال میں اس صورتحال کے پس منظر میں باقاعدہ ایک سوچ کام کر رہی ہے جس کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لینا ضروری ہوگیا ہے کہ جب قادیانیوں کو قومی اقلیتی کمیشن میں شامل کیا جا رہا تھا تو اس کا ظاہری مطلب یہ بنتا تھا کہ

سرکاری طور پر قادیانیوں کو اقلیت کا درجہ دے دیا گیا ہے، اور یہ قادیانی مسئلہ کے حل کی ایک صورت ہوسکتی تھی جس کا دروازہ خواہ مخواہ بند کر دیا گیا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک یہ محض ایک مغالطہ ہے کیونکہ قومی اقلیتی کمیشن میں کسی قادیانی کو ممبر بنانے سے قادیانیوں کی نمائندگی تب بنتی جب قادیانیوں کی طرف سے کہا جاتا کہ یہ ہمارا حق بنتا ہے، ہمیں نمائندگی دی جائے، یا کم از کم کمیشن میں نمائندگی کے لیے قادیانی جماعت سے باضابطہ پوچھا جاتا کہ یہ نمائندگی ان کا حق بنتا ہے اس لیے وہ اپنا کوئی نمائندہ نامزد کر دیں تاکہ اسے ممبر بنایا جاسکے۔

قادیانیوں کی درخواست، یا ان سے پوچھے بغیر کسی کو ان کا نمائندہ بنا دینا ویسے بھی نمائندگی کے اصول کے خلاف ہے اس لیے کہ اپنا نمائندہ مقرر کرنے کا حق اسی کا ہوتا ہے جس کی اس نے نمائندگی کرنی ہے۔ مثلاً کسی صاحب نے کسی اجلاس میں ’’پاکستان شریعت کونسل‘‘ کی نمائندگی کرنی ہے تو ان کا تعین کونسل خود کرے گی، اجلاس والے حضرات کسی کو از خود کونسل کا نمائندہ قرار دے کر اجلاس کے فیصلوں میں شریک کرلیں تو یہ بات عقل اور منطق کے خلاف ہوگی۔ اس لیے قادیانی جماعت کی اپنی درخواست یا اس سے پوچھے بغیر کسی قادیانی کو قومی اقلیتی کمیشن کا ممبر بنا دینا باقی تمام باتوں سے قطع نظر خود نمائندگی کے مسلمہ اصول کے بھی خلاف بات تھی، جیسا کہ اسلام آباد ہائیکورٹ کے معزز جج نے یہی کہا ہے کہ اگر قادیانیوں کا حق تلف ہوا ہے تو اس کی بات خود انہیں کرنی چاہیے۔ اور اسی وجہ سے وفاقی کابینہ کی طرف سے سامنے آنے والی پہلی بات پر اعتراض کیا گیا کہ قادیانی جب تک دستور کو تسلیم نہیں کرتے اور دستور و قانون کے مطابق اپنی اقلیت کی حیثیت کو باضابطہ قبول نہیں کرتے، کسی قادیانی کو حکومت کی طرف سے از خود کمیشن کا ممبر بنانا غلط بات ہے، جس کا وفاقی کابینہ نے بروقت احساس و ادراک کر کے کسی مزید تاخیر کے بغیر اعلان کر دیا کہ کسی قادیانی کو قومی اقلیتی کمیشن کا ممبر نہیں بنایا جارہا۔

اس سلسلہ میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی قادیانی قومی اقلیتی کمیشن کا ممبر بن جاتا تو یہ انہیں سرکاری طور پر اقلیت قرار دینے کے مترادف ہوتا، مگر ہم اس کالم میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں کہ بھٹو مرحوم کے دور میں اس کا تجربہ کیا گیا تھا جو ناکام ہوگیا تھا۔ وہ اس طرح کہ ایک قادیانی کو قومی اسمبلی، اور ایک کو صوبائی اسمبلی کا ممبر بنوایا گیا تھا، مگر قادیانی جماعت نے انہیں اپنا نمائندہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور دوٹوک کہہ دیا تھا کہ جب وہ دستور کے اس فیصلہ کو ہی نہیں مانتے جس میں انہیں اقلیتوں میں شمار کیا گیا ہے تو وہ کسی قادیانی کو اقلیتی سیٹ پر اپنا نمائندہ کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟

ان وضاحتی گزارشات کے ساتھ ہم تمام حلقوں سے یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ خدارا کوئی ایسا راستہ اختیار نہ کیا جائے جس سے قادیانیوں کے بارے میں امت کا اجتماعی موقف اور محاذ متاثر ہو اور چور دروازے سے کسی قادیانی کو اپنی صفوں میں شامل کرنے کی کوئی مہم کامیاب ہوسکے۔

قادیانیوں کے حق میں امریکی کمیشن پھر متحرک

عرفان احمد عمرانی

سندھ اسمبلی، سینٹ، قومی اسمبلی اور بالآخر پنجاب اسمبلی سے بھی نام پاک محمد علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ خاتم النبین لازمی لکھنے کی قراردادوں کی منظوری سے ختم نبوت کا پرچم مزید بلند ہوگیا جس سے قادیانیوں کے حامی ایوانوں کی سازش ناکام ہو گئی۔ دوسری طرف امریکہ کے دل میں پھر قادیانیوں کے لیے درد اٹھا ہے اور پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 295 سی اور 298 اے کے خاتمہ اور نادرا فارم سے مذہب کا خانہ ختم کرنے کے لیے حکومت پاکستان پر دباؤ بڑھا دیا۔ امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی (یو، ایس، سی، آئی، آر، ایف) کی واشنگٹن سے جاری ہونے والی رپورٹ جس میں حکومت پاکستان کے پینل کوڈ کے آرٹیکل 295 اور 298 اے کے خاتمے کا مطالبہ کیا گیا ہے، جبکہ ملک میں حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں سمیت تمام اقلیتوں پر پاکستان میں کسی قسم کا کوئی ظلم روا نہیں رکھا جا رہا بلکہ قادیانی اپنی آئینی اور دستوری حیثیت کو تسلیم نہ کر کے ریاستی رٹ کو مسلسل چیلنج کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کو پوری امت اور پارلیمنٹ نے غیر مسلم اقلیت قرار دے رکھا ہے۔ لیکن قادیانی اپنے کفر کو اسلام کا نام دے کر مسلمانوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں اور ریاستی رٹ کو چیلنج کر رہے ہیں۔ امتناع قادیانیت ایکٹ اور توہین رسالت جیسے قوانین پر مؤثر عمل درآمد کی ضرورت ہے۔ پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا حق مانگنا کونسی انسانیت کی خدمت ہے، امریکہ کمیشن کی رپورٹ کے اس الزام کو مسترد کرتے ہیں کہ توہین رسالت کے قوانین عالمی انسانی حقوق کے معیار سے متصادم ہیں۔ یو، این، او کو توہین رسالت کے حوالے سے بین الاقوامی سطح پر قوانین بنانے چاہیے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے حوالے سے مسلمانوں کے ایمان و عقیدے کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اگر کوئی بیرونی یا اندرونی قوت یہ سمجھتی ہے کہ وہ اپنا دباؤ بڑھا کر تحفظ ختم نبوت جیسے قوانین کو ختم کروا لے گی تو یہ اس کی بھول ہے۔ کمزور سے کمزور مسلمان بھی توہین رسالت برداشت نہیں کر سکتا، مگر ان پر جان قربان کر سکتا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام نے امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی (یو ایس سی آئی آر ایف) کی طرف سے توہین رسالت کے قوانین کے مکمل خاتمے یا نظر ثانی اور نادرا فارم سے مذہب کا خانہ ختم کرنے کے مطالبہ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ پاکستانی حکومت اور اداروں پر دباؤ ڈالنے کے بجائے قادیانیوں کو پاکستان کا آئین تسلیم کرنے پر آمادہ کرے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امیر حضرت پیر ناصر الدین خاکوانی، نے کہا کہ امریکی کمیشن کے اس طرح کے بیانات پاکستان کے داخلی معاملات میں کھلم کھلا مداخلت اور آئین پاکستان کی توہین ہے جسے کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا۔ علماء نے کہا کہ قادیانی آئین پاکستان کو تسلیم ہی نہیں کرتے، وہ ہمارے آئین کے باغی ہیں اگر وہ پاکستانی آئین کو تسلیم کر لیں تو انہیں اقلیتوں کے حقوق دیئے جا سکتے ہیں۔ علماء نے حکومت سے کہا کہ وہ کسی قسم کے امریکی دباؤ میں نہ آئیں اور توہین رسالت کے قوانین کے حوالے سے اپنے دو ٹوک مؤقف کا اعادہ کریں، کیونکہ پاکستان کے عوام ان قوانین میں کسی قسم کی تبدیلی کبھی بھی کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔

انہوں نے کہا کہ امریکہ کو اگر قادیانیوں اور آئین پاکستان کے باغیوں سے اتنی ہی ہمدردی ہے تو وہ انہیں پاکستان کا آئین اور دستور تسلیم کرنے پر آمادہ کرے۔ مجلس احرار اسلام کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن شاہ بخاری، سید کفیل شاہ بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانیوں کی امریکی سرپرستی سے واضح ہو رہا ہے کہ قادیانیت جو انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے آج بھی امریکہ اسے اپنی بھرپور سرپرستی میں پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کر رہا ہے اس سے امت مسلمہ کو ان کے عزائم کا اندازہ لگا لینا چاہیے۔

سندھ اسمبلی کے بعد قومی اسمبلی اور سینٹ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ خاتم النبیین لازمی لکھنے اور پڑھنے کی قرارداد منظور کر کے قادیانیت کے تابوت میں ایک اور کیل ٹھونک دی، سینٹ اور قومی اسمبلی سندھ اسمبلی کی حالیہ قرارداد انتہائی خوش آئند اور قرارداد کے محرک اور ارکان اسمبلی تمام مبارکباد کے مستحق ہیں اس قرارداد نے ختم نبوت کا پرچم مزید بلند کر دیا، پنجاب اسمبلی نے اس کے علاوہ گستاخانہ کتابوں کی ضبطی کی قرارداد منظور کی اور گستاخانہ مواد کیخلاف قانون کی منظوری دے کر تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اس سے پہلے قادیانیت کیخلاف بھی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی تھی پنجاب اسمبلی پہلے بھی ناموس رسالت کے تحفظ کیلئے قراردادیں منظور کر چکی ہے، اس قرارداد پر مخلصانہ عمل ہو گیا تو قادیانیوں کے تمام ناپاک عزائم خاک میں مل جائیں گے، اسم مبارک کے ساتھ خاتم النبیین کا لازمی لکھنے پڑھنے کی قرارداد کی منظوری تحریک ختم نبوت کی کامیابی ہے۔ قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کر کے دھوکہ دیتے ہیں اور انہیں تبلیغ کر کے اپنے جال میں پھنساتے ہیں۔ شہری اور دیہی علاقوں میں اس فتنہ کی سرگرمیاں جاری ہیں، ملک میں ہر طرف غربت کا دور دورہ ہے جبکہ قادیانی غریب افراد کی مالی مدد کر کے انہیں اپنی طرف راغب کرنے کی طرف تمام حربے استعمال کر رہے ہیں، سندھ اور چولستان کے کئی علاقوں میں قادیانی پانی کی فراہمی کے انتظامات کر کے اپنے پنجے گاڑ رہے ہیں حالیہ کورونا بحران کے باعث جہاں مسلمانوں نے غریب مستحقین میں صرف انسانیت کی خدمت کے ناطے راشن تقسیم کر رہے تھے وہیں قادیانیوں نے بھی یہ حربہ استعمال کیا اور راشن دینے کی آڑ میں اپنی این جی اوز کے مشن سے آگاہ اور تشہیر بھی کی۔ قادیانیوں کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے حکومت سخت اقدامات کرے۔

صوبائی اسمبلی سندھ اور پنجاب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ ''خاتم النبیین''، ضروری طور پر لکھنے اور پڑھنے کے حوالے سے متفقہ قرارداد منظور ہونا یہ عاشقان مصطفیٰ کی بڑی کامیابی ہے۔ قومی اسمبلی، سینٹ، پنجاب اور سندھ اسمبلی سے قراردادوں نے مسلمانوں کی ترجمانی کی ہے، ہم نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان دونوں کی حفاظت کرنا اپنا دینی و مذہبی اور قومی فریضہ سمجھتے ہیں۔ مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت اور دینی حلقوں نے پاکستان کے ایوانوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ ''خاتم النبیین'' لازمی لکھنے اور بولنے سے متعلق قرارداد کی منظوری کا پرجوش خیر مقدم کرتے ہوئے اسے انتہائی نیک شگون قرار دیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ ''خاتم النبیین''، ضروری طور پر لکھنے اور پڑھنے کے حوالے سے قرارداد کو تحریک ختم نبوت کی کامیابی سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی و رسول ہیں اور انکے بعد دعوی نبوت کرنے والا ہر مدعی دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔ قادیانی نواز عناصر کو حالیہ کی قرارداد کے مطابق قادیانیوں کی حمایت چھوڑ دینی چاہیے اور اسم مبارک کے ساتھ خاتم النبیین لازمی لکھنے اور بولنے کی قرارداد پر عمل کیا جائے۔

مذہبی آزادی، امریکی تھپکی اور نئے مطالبات

عمر فاروق

امریکہ نے پی ٹی آئی حکومت کو شاباش نے دی ہے کیوں کہ اس حکومت نے مذہبی آزادی کے حوالے سے وہ اقدامات کیے ہیں جو امریکہ کو مطلوب تھے مگر اس تھپکی کے بعد امریکہ نے نئے مطالبات کی جو فہرست رکھی ہے وہ نہایت خوفناک ہے یہ مطالبات اور اقدامات ملک میں انارکی پھیلانے کی سازش ہیں، پی ٹی آئی حکومت سے کوئی بعید نہیں کہ وہ ان مطالبات کی ہامی بھر لے بلکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ عمران خان تو ان مطالبات کو پورے کرنے کی یقین دہانی کے بعد ہی برسر اقتدار آئے ہیں یا لائے گئے ہیں اسی لیے موجودہ حکومت مذہبی اعتبار سے مسلسل ایسے معاملات کو چھیڑ رہی ہے جو طے شدہ ہیں۔

تبدیلی سرکار نے گزشتہ دو سالوں میں ریاست مدینہ کے مقدس نعرے کی آڑ میں مذہبی اعتبار سے جو اقدامات کیے ہیں اس سے اہل پاکستان پہلے ہی تشویش میں مبتلاء ہیں اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ حکومت امریکی آقاؤں کے اشاروں پر یہ سب کچھ کر رہی ہے اقتصادی کونسل میں قادیانی مشیر میاں عاطف کی تقرری، توہین رسالت کی ملزمہ آسیہ مسیح سمیت دیگر ملزمان کی رہائی، پہلے سو دنوں میں ہی ناموس رسالت قانون میں ترمیم کی کوشش، حج فارم سے ختم نبوت کا حلف نامہ ختم کرنا اور قومی اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کو شامل کرنے جیسے اقدامات شامل ہیں اور امریکہ نے ان اقدامات پر شاباش دے کر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی ہے۔

امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی (یو ایس سی آئی آر ایف) نے بدھ کو واشنگٹن میں جاری ہونے والی ایک نئی رپورٹ میں کہا ہے کہ اگر پاکستان چاہتا ہے کہ امریکہ اسے ان ممالک کی فہرست سے نکال دے جہاں مذہبی آزادی کو خطرہ لاحق ہے تو پاکستان کو امریکی حکومت کے ساتھ ایک نیا معاہدہ کرنا چاہیے جس کے تحت پاکستان ملک میں توہین رسالت کے تمام قوانین کے خاتمے یا ان پر نظر ثانی کرنے کی یقین دہانی کروائے گا۔

کمیشن نے کہا ہے کہ اگرچہ اس نے اپنی اس سال کی رپورٹ میں پاکستان کو ان ممالک کی فہرست میں شامل کرنے کی سفارش کی تھی جہاں مذہبی آزادی کے حوالے سے واشنگٹن کو خاص تشویش ہے، تاہم کمیشن نے دیکھا ہے کہ پاکستان نے اس دوران مذہبی اقلیتوں کے حوالے سے کئی مثبت اقدامات بھی اٹھائے ہیں۔ جس کے بعد پاکستان اس فہرست میں شامل نہیں کیا کمیشن نے حکومت کو شاباش دی ہے اور کہا ہے کہ پاکستانی حکومت نے جو اقدامات اٹھائے ہیں خاص طور پر سپریم کورٹ کی جانب سے مسیحی خاتون آسیہ بی بی کی رہائی، وجیہہ الحسن کیس، سیالکوٹ میں شوالہ تیجا سنگھ مندر کو ہندوؤں اور کرتارپور راہداری کو سکھ برادری کے لیے کھولنے اور سپریم کورٹ کی حمایت یافتہ قومی کمیشن برائے اقلیت کے قیام کو سراہا۔

امریکہ کی طرف سے ان اقدامات کو سراہا ہی نہیں گیا بلکہ انعام بھی دیا ہے، سال 2002 سے کمیشن ہر سال پاکستان کو Country of Particular Concern یا سی پی سی کی لسٹ میں شامل کرنے کی سفارش کرتا آرہا ہے

تاہم امریکی محکمہ خارجہ (سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ) نے پہلی بار پاکستان کو 2018 کو اس فہرست میں شامل کیا۔ پاکستان سے امریکہ کی قومی سلامتی سے جڑے مفادات کے پیش نظر واشنگٹن نے دو سالوں تک پاکستان کو سی پی سی سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے۔ سعودی عرب اور تاجکستان کے بعد پاکستان وہ تیسرا ملک تھا جسے امریکہ نے اپنے مفادات کی خاطر 2019 میں استثنیٰ دیا تھا۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے: خارجہ پالیسی سے متعلق سفارشات کی روشنی میں کمیشن یہ سفارش کرتا ہے کہ عالمی مذہبی آزادی ایکٹ (ایفرا) کے تحت پاکستان اور امریکہ ایک ایسا معاہدہ کریں جس کے تحت حکومت پاکستان کو ایسے معنی خیز اقدامات اٹھانے کو کہا جائے جس سے مذہبی اقلیتوں کی حالت بہتر ہو۔ اس دوطرفہ معاہدے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس سے پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کے حالات بہتر بنانے میں مدد ملے گی اور خود پاکستان کو سی پی سی سے نکلنے کا راستہ واضح طور پر معلوم ہوگا۔

کمیشن نے پاکستان سے سی پی سی سے نکلنے کے لیے کئی قلیل مدتی، درمیانی مدت اور طویل مدتی اقدامات کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ صرف مطالبات ہی نہیں ہیں بلکہ پاکستان میں امریکی گماشتے اور دیسی گورے کئی سالوں سے سوشل میڈیا پر اس حوالے سے مہم چلا رہے ہیں، توہین رسالت قانون ان کا خاص ٹارگٹ ہے، توہین رسالت کے ملزمان کی رہائی کے لیے وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں، اقلیتوں کے حقوق کے نام پر دوکانداری چمکا رہے ہیں اگرچہ وہ یہ کام ڈالرخوری کے لیے کر رہے ہیں مگر انہیں اندازہ نہیں کہ اس سے ان کی پیٹ کی آگ تو بجھ جائے گی مگر جہنم کی آگ وہ کیسے ہضم کریں گے؟

امریکی کمیشن نے فوری اقدامات اٹھاتے ہوئے نادرا سے مطالبہ کیا ہے کہ قومی شناختی کارڈ فارم میں شہریوں سے ان کے مذہب کے بارے میں سوال ختم کرے کیونکہ اس سے کمیشن کے مطابق تمام مذہبی گروہوں اور خاص کر احمدی (قادیانی) فرقے سے تعلق رکھنے والے شہریوں کو امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کمیشن نے حکومت پاکستان سے کہا ہے کہ وہ احمدی (قادیانیوں) کی مذہبی کتب و دیگر مواد کی اشاعت پر پابندی ہٹا دے اور توہین رسالت سے متعلق تمام قوانین کا از سر نو جائزہ لے کیونکہ یہ قوانین مبینہ طور پر غیرمسلموں کے خلاف ذاتی مفادات کی خاطر استعمال ہوتے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ امریکہ کس طرح پاکستان میں نئی آگ کو ہوا دینا چاہ رہا ہے؟ ایک طرف امریکہ نفرت انگیز لٹریچر اور تقاریر پر پابندی کا خواہاں ہے تو دوسری طرف وہ قادیانیوں کی اشتعال انگیز اور منافرت پرمبنی کتابوں کی اشاعت کا حامی ہے یہ منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی طرح کمیشن نے درمیانی مدت کے اقدامات اٹھانے کے حوالے سے مطالبہ کیا ہے کہ توہین رسالت کے مقدمات میں انصاف کا تقاضہ پورا کیا جائے کیونکہ یہ قوانین خود پاکستان کے قانون میں دیے گئے شہری حقوق کے خلاف ہیں جو برابر حقوق کا وعدہ کرتے ہیں۔ نیز توہین رسالت کے مقدمات کی تجربہ کار پولیس اہلکاروں کے ہاتھوں تحقیق کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ کمیشن کا کہنا ہے کہ پاکستان میں توہین رسالت کے مقدمات کئی سالوں تک چلتے رہتے ہیں اور عدلیہ کو چاہیے کہ ان مقدمات کا تیزی سے فیصلہ کرے۔

مزید کہا ہے کہ جن افراد پر توہین رسالت کے مقدمات ہیں انہیں یہ حق دیا جائے کہ ان کی ضمانت ہو سکے اور جو لوگ اس طرح کے مقدمات میں غلط بیانی کرتے ہیں ان کے لیے سزا مقرر کی جائے۔ حالانکہ پاکستان میں توہین رسالت

کے مقدمات اس وقت تک درج نہیں ہوتے جب تک ایس پی لیول کا افسر مکمل تحقیق نہ کر لے اور جھوٹے مقدمے پر تعزیرات پاکستان کی ایک شق 194 پہلے سے موجود ہے۔

کمیشن نے طویل مدتی اقدامات کے حوالے سے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت پاکستان پینل کوڈ کے آرٹیکل 295 اور 298 اے کا خاتمہ کرے جس کے تحت توہین رسالت کو جرم قرار دیا گیا ہے یوں یہاں آ کر امریکی بلی مکمل تھیلے سے باہر آجاتی ہے اور واضح ہو جاتا ہے کہ ان کا ایجنڈہ کیا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے: 'توہین رسالت کے قوانین عالمی انسانی حقوق کے معیار سے متصادم ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہر کسی کو حق حاصل ہے کہ توہین کرنے والے کے خلاف آواز اٹھائے لیکن اگر ایسے قوانین بنتے ہیں جو توہین پر سزائیں مقرر کرتے ہیں تو ایک طرح سے یہ مذہبی آزادی اور متعلقہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ اس سے پہلے اقوام متحدہ بھی پاکستان سے ICERD اور ICPRC کنونشنز کی آڑ میں قانون توہین رسالت ختم کرنے کے مطالبات کیے جاتے رہے ہیں۔

اس رپورٹ سے واضح ہو گیا ہے کہ ہمارا ملک نظریاتی طور پر کس طرف جا رہا ہے؟ اب ہمیں نظر رکھنا ہوگی کہ حکومت کی طرف سے توہین رسالت کے ملزمان کی رہائی کے لیے کیا اقدامات کیے جاتے ہیں؟ مدارس کو کنٹرول کرنے کے لیے کیا منصوبے بنائے جاتے ہیں، مذہبی آزادی اور اقلیتوں کے حقوق کے آڑ میں مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے؟ حکومت مستقبل میں ان اقدامات پر عمل درآمد کرنے کے لیے کیا منصوبے بنا رہی ہے اور آنے والے حالات کیا پیغام دے رہے ہیں اس حوالے سے قوم کو بیداری کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت ● ——— ڈاکٹر محمد عمر فاروق

(1931ء ——— 1946ء) جلد اوّل

● قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں قادیانیت کے خلاف پہلی عوامی تحریک اور مجلس احرار اسلام کی تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی مکمل تاریخ ● قادیان اور متحدہ ہندوستان میں قادیانیت کے تعاقب کی مستند سرگزشت ● قادیانیوں سے مجاہدینِ احرار و ختم نبوت کی معرکہ آرائیوں کے مفصل تذکرے ● حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خلاف قادیان میں تقریر پر مقدمہ کی مفصل روداد پہلی بار منظر عام پر ● تحریک تحفظ ختم نبوت کے اثرات و نتائج کا غیر جانبدارانہ تجزیہ ● ایک ایسی کتاب جس کے مطالعہ کے بغیر تحریک تحفظ ختم نبوت سے آگاہی ممکن نہیں ہے۔

صفحات: 572 قیمت -/1000 روپے

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم ملتان 0300-8020384

مجاہدین کے مزارات پر حاضری

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

اکابر کا تذکرہ دراصل لہو گرم رکھنے کا اک بہانہ ہوتا ہے۔یہی ایمان پرور تذکرے ہی ہمارے یادگار سفر کا بہانہ بنے۔ لاک ڈاؤن شروع ہونے سے پہلے جناب میاں محمد اویس ڈپٹی جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان ،تلہ گنگ تشریف لائے اورانہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ قرب وجوار میں مدفون عظیم مجاہدین کی قبور پر حاضری دی جائے اور یہ بھی طے پایا کہ ان کے مزارات پر اُن کے اسمائے گرامی اور تاریخ وفات پر مبنی بورڈ لگائے جائیں ،چنانچہ بورڈ تیار ہو گئے ،مگر شدید بارش کی وجہ سے سفر ملتوی ہو گیا۔ بالآخر 31 مئی 2020ء کو احباب نے اس کارِ خیر کے لیے رختِ سفر باندھا۔میرے ساتھ مولانا تنویر الحسن، مولانا محمد شعیب اور مولانا محمد حذیفہ تلہ گنگ سے روانہ ہوئے اور ضلع میانوالی کے معروف قصبہ چکڑالہ پہنچے۔جہاں ملک محمد عبداللہ علوی امیر مجلس احرار اسلام چکڑالہ ،محمد امتیاز ،عبدالخالق احرار ،محمد رفیق اور مجاہد ختم نبوت مولانا عنایت اللہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادگان محترم فرخ اقبال اور جناب محمد ابوبکر علوی سمیت کارکنان احرار کی کثیر تعداد نے ہمارا پرتپاک استقبال کیا۔عبداللہ علوی صاحب کی زیر نگرانی تعمیر ہونے والی مسجد ختم نبوت میں حاضری کے بعد ہمارا قافلہ قریبی قبرستان میں پہنچا۔ جہاں مولانا عنایت اللہ چشتی محوِ استراحت ہیں۔مولانا عنایت اللہ چشتی وہ عظیم المرتبت شخصیت تھے ،جنہیں مجلس احرار اسلام نے 12 فروری 1934ء کو قادیان میں پہلے مبلغ کی حیثیت سے تعینات کیا تھا اور انہوں نے وہاں منکرین ختم نبوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آٹھ سال تک تحفظ ختم نبوت کا علم بلند کیے رکھا۔ان کے قادیان میں تقرر کے بعد احرار نے اپنا شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت قائم کیا اور پھر اکتوبر 1934 کو قادیان میں تین روزہ تاریخی آل انڈیا احرار تبلیغ کانفرنس کا انعقاد کیا۔جس میں ہندوستان بھر کے چوٹی کے اکابر مثلاً شیخ الاسلام حسین احمد مدنی ،مفتی کفایت اللہ دہلوی ،شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ،مفتی عبدالرحیم پوپل زئی رحمہم اللہ سمیت احرار کے تمام مرکزی قائدین نے شرکت فرمائی اور ہندوستان بھر سے دولاکھ سے زائد فرزندانِ ختم نبوت اس کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔اس موقع پر حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ ساز خطاب فرمایا تھا اور اسی کانفرنس کی کارروائی کے دوران ہی 16 قادیانیوں نے اسلام قبول کرنے کی سعادت بھی حاصل کی تھی۔ کارکنان احرار نے ختم نبوت زندہ باد کے نعروں کی گونج میں مولانا عنایت اللہ چشتی کی قبر پر تجدید عہد کیا کہ ہم تادمِ واپسیں ختم نبوت کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔بورڈ کی تنصیب کے بعد مولانا تنویر الحسن نے اس عظیم مجاہد ختم نبوت کے حضور مختصر خراج تحسین پیش کیا اور پھر ہمارا قافلہ مجاہد احرار ،رفیق امیر شریعت جناب کپتان غلام محمد رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر پہنچا۔کپتان غلام محمد مرحوم مجلس احرار کے انتہائی دلیر ،مخلص اور بیباک رہنما تھے۔ساری زندگی محنت ومزدوری اور جفاکشی میں گزاری ،لیکن توحید وختم نبوت اور ناموسِ صحابہؓ کے تحفظ کے لیے پوری قوت سے سرگرم عمل رہے اور زندگی کی آخری سانس تک کڑی سے کڑی آزمائش میں بھی ایمان وعقائد پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا۔فدائے احرار مولانا محمد گل

شیر شہید نے انہیں مقامی جماعت کا کپتان مقرر کیا اور پھر کپتان کا سابقہ ان کے نام کا حصہ ہو کر رہ گیا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے دور علالت میں کپتان مرحوم نے ان کی خدمت گزاری کا حق ادا کیا۔ کپتان صاحب نے ساری زندگی درویشی میں گزاری، لیکن اُن کے کردار کے اجلے پن نے علاقہ بھر میں ان کی بے داغ، بے لوث اور بے غرض شخصیت کا سکہ اس طرح بٹھایا کہ آج بھی اُن کا نام لیتے ہوئے لوگ اپنے سر کو عقیدت سے جھکا دیتے ہیں۔ انہوں نے میانوالی، بھکر، چکوال اور اٹک کے اضلاع میں تبلیغی کانفرنسوں اور اجتماعات کا لامتناہی سلسلہ جاری کیا۔ جس کے نتیجہ میں بے شمار لوگوں کے عقائد کی اصلاح ہوئی اور اور ان کی زندگیاں بدل گئیں۔ مولانا محمد گل شیر شہید کی محنت شاقہ کے بعد کپتان غلام محمد مرحوم ہی کی بدولت ان علاقوں میں آج تک دینی ماحول اور مجلس احرار اسلام کا کام موجود ہے۔ ان کی قبر پر بورڈ لگایا گیا اور اُن کو بھرپور خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

چکڑالہ سے قافلہ احرار ضلع اٹک کے مشہور قصبہ ملہووالی کی طرف رواں دواں ہوا۔ اس قصبہ کی بنیادی شہرت متحدہ پنجاب کے معروف مقرر اور نامور مجاہد آزادی حضرت مولانا محمد گل شیر خان شہید رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی کا مولد و مسکن ہونے کی وجہ سے ہے۔ مولانا گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے نامور خطیب تھے۔ ابتدائی دور میں وہ مجلس احرار اسلام کے ناقدین میں سے تھے۔ اگر اِن فوجی اضلاع چکوال، جہلم، گجرات، بھکر، میانوالی، اٹک اور راولپنڈی میں کوئی احرار رہنما یا دیگر آزادی پسند لیڈر دورہ پر تشریف لاتے اور انگریز کے خلاف عوام کی ذہن سازی کرتے تو اگلے دن ہی مولانا گل شیر شہید اُن کے باغیانہ اثرات کو زائل کرنے کے لیے وہاں پہنچ جاتے اور اپنی خداداد صلاحیت یعنی خطابت کے ذریعے عوام کے ذہنوں کا رُخ موڑ دیتے۔ 1939ء میں مولانا گل شیر فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ ایک روز مسجد نبوی کے سایہ میں سوئے ہوئے تھے کہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور بارگاہِ نبوی سے ہندوستان واپس جا کر سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مجلس احرار اسلام کے ساتھ مل کر کام کرنے کا حکم ارشاد ہوا۔ حج سے لوٹے تو احرار میں شامل ہو گئے اور زندگی کے باقی سال تحریک آزادی کی جدوجہد کے فروغ، نظام جاگیرداری کی مخالفت اور ہندو بنیے کے معاشی ظلم کے خلاف عرصۂ جہاد میں گزار دیے۔ اُن کی آخری مڈبھیڑ نواب آف کالا باغ ملک امیر محمد خان کے ریاستی تشدد اور عوام پر لگائے گئے ناجائز ٹیکسوں کے سدباب کے لیے ہوئی۔ آپ نے عوامی حقوق کے تحفظ و بحالی کے لیے ''تحریک کالا باغ'' چلائی اور اُس کے نتیجے میں 24 مئی 1944ء میں آپ کو گھر میں نیند کی حالت میں گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ آپ کی انگریز اور اُس کے حاشیہ نشیں جاگیرداروں کے خلاف معرکہ آرائیاں پنجاب کے سپوتوں بھگت سنگھ اور دُلہ بھٹی سے ہرگز کم نہیں ہیں۔

مولانا گل شیر کے نواسے جناب مفتی ہارون مطیع اللہ کراچی سے مسلسل رابطے میں تھے۔ ان کی ہدایت پر اُن کے بڑے بھائی مولانا زکریا کلیم اللہ قصبہ میں پہنچے ہوئے تھے۔ اُن کی بدولت وہاں بہت سے احباب سے نشست ہوئی۔ پرتکلف کھانے کے بعد ظہر کی نماز ادا کی۔ قبرستان میں گئے، بورڈ آویزاں کیا اور مولانا گل شیر شہید کی تاریخ ساز جدوجہد کو سلام عقیدت پیش کیا۔ بعدازاں ملہووالی ہی میں جماعت اسلامی ضلع اٹک کے امیر مولانا قاری عبدالمالک کی اہلیہ کی وفات پر تعزیت کی۔ وہیں میری درخواست پر مولانا گل شیر شہید کے صاحبزادے مولانا حافظ حسین احمد تشریف لے آئے۔ کافی دیر تک نشست رہی اور روح پرور ماضی کی یادوں کو دہراتے ہوئے اجازت لی اور اور عشاء کے قریب واپس تلہ گنگ پہنچ گئے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زہد و انفاق

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ

حضرت عبدالملک بن شدّاد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے جمعہ کے دن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو منبر پر دیکھا کہ ان پر عدن کی بنی ہوئی موٹی لنگی تھی جس کی قیمت چار یا پانچ درہم تھی، اور گیروے رنگ کی ایک کوفی چادر تھی۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو مسجد میں قیلولہ کرتے ہیں، تو انھوں نے کہا: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے زمانۂ خلافت میں ایک دن مسجد میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ جب وہ سو کر اٹھے تو ان کے جسم پر کنکریوں کے نشان تھے (مسجد میں کنکریاں بچھی ہوئی تھیں) اور لوگ (ان کی اس سادہ اور بے تکلف زندگی پر حیران ہو کر) کہہ رہے تھے: یہ امیر المؤمنین ہیں؟ یہ امیر المؤمنین ہیں۔ اخرجہ ابو نعیم فی ''الحلیۃ'' (۱/۶۰)، واخرجہ احمد کمافی ''صفۃ الصفوۃ'' (۱/۱۱۶)

حضرت شُرَحْبِیل بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ لوگوں کو خلافت والا عمدہ کھانا کھلاتے، اور خود گھر جا کر سرکہ اور تیل یعنی سادہ کھانا کھاتے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب سُلَمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور جیشِ عُسرہ (غزوۂ تبوک میں جانے والے لشکر) پر خرچ کرنے کی ترغیب دی۔ تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا: کجاوے اور پالان سمیت سو اُونٹ میرے ذمہ ہیں یعنی میں دوں گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے ایک سیڑھی نیچے تشریف لائے اور پھر (خرچ کرنے کی) ترغیب دی تو حضرت عثمان نے پھر کہا: کجاوے اور پالان سمیت سو اونٹ میرے ذمّہ ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (حضرت عثمان کے اتنا زیادہ خرچ کرنے پر بہت خوش ہیں اور خوشی کی وجہ سے) ہاتھ کو ایسے ہلا رہے ہیں جیسے تعجب و حیرانی میں انسان ہلایا کرتا ہے۔ اس موقع پر عبدالصمد راوی نے سمجھانے کے لیے اپنا ہاتھ باہر نکال کر ہلا کر دکھایا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ اگر اتنا زیادہ خرچ کرنے کے بعد عثمان کوئی بھی (نفل) عمل نہ کرے تو ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

''بیہقی'' کی روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ترغیب دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کجاوے اور پالان سمیت تین سو اُونٹ اپنے ذمہ لیے۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں اس وقت موجود تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر یہ فرما رہے تھے۔ اتنا خرچ کرنے کے بعد، یا فرمایا: آج کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کا کسی گناہ سے

نقصان نہیں ہوگا۔ أخرجه احمد، كذافي "البداية" (۵/۴)وأخرجه أبو نعيم في "الحلية" (۱/۵۹)

حضرت عبدالرحمٰن بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیش عسرہ (یعنی غزوۂ تبوک کے لشکر) کو تیار کررہے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہزار دینار لے کر آئے اور لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ڈال دیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دیناروں کو اُلٹتے پلٹتے جارہے تھے اور یہ کہتے جارہے تھے: آج کے بعد عثمان جو بھی (گناہ صغیرہ خلاف اولیٰ) کام کریں گے تو اس سے ان کا نقصان نہیں ہوگا۔ یہ بات آپ نے کئی مرتبہ فرمائی۔ أخرجه الحاكم (۱۰۲/۳)،قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه وقال الذهبي : صحيح واخرجه ابونعيم في "الحلية (۱/۵۹) ابونعیم نے یہی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔ اس میں یہ مضمون ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عثمان کے اس کارنامے کو نہ بھولنا اور اس کے بعد عثمان کوئی نیکی کا کام نہ کریں تو اس سے ان کا نقصان نہیں ہوگا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جیش عسرہ کی مدد کرنے کے لیے پیغام بھیجا تو حضرت عثمان نے دس ہزار دینار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے۔ لانے والے نے وہ دینار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے ان دیناروں کو اوپر نیچے اُلٹنے پلٹنے لگے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنے لگے: اے عثمان! اللہ تمہاری مغفرت فرمائے! اور جو گناہ تم نے چھپ کر کیے اور علی الاعلان کیے اور جو تم نے مخفی رکھے اور جو گناہ تم سے قیامت تک ہوں گے اللہ ان سب کو معاف فرمائے۔ اس عمل کے بعد عثمان کوئی بھی نیک عمل نہ کریں تو کوئی پروا نہیں۔ أبي عدى والدار قطني وابي نعيم وابن عساكر، كذافي "المنتخب" (۱۲/۵)۔ انسان جب مرتا ہے تو اس کی قیامت قائم ہوجاتی ہے، اس لیے مطلب یہ ہے کہ عثمان سے مرتے دم تک جتنے گناہ ہوں اللہ انھیں معاف کرے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جیش عسرہ کی تیاری کے لیے سامان دیا اور سات سو اُوقیہ سونا لاکر دیا، اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا۔ أخرجه ابو يعلى والطبراني الهيثمي (۸۵/۹) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک میں ہزار سواریاں دیں جن میں پچاس گھوڑے تھے۔ اخرجه ابونعيم في "الحلية" (۱/۵۹) حضرت حسن رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں: غزوۂ تبوک میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساڑھے نو سو اونٹنیاں اور پچاس گھوڑے دیے تھے، یا یہ کہا: نو سو ستّر اُونٹنیاں اور تیس گھوڑے دیے تھے۔ ابن عساكر، كذافي "المنتخب" (۱۳/۵)

اور یہ پہلے گزر چکا کہ غزوۂ تبوک میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک تہائی لشکر کو ان کی ضرورت کا سامان دیا تھا یہاں تک کہ کہا جاتا تھا کہ ایک تہائی لشکر کی ضرورت کی ہر چیز انھوں نے مہیا کی تھی۔

صحابہ کرام کا مقام ومرتبہ

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

الحمد الله وسلام علی عباده الذين اصطفى .... امابعد!

جب تک قرآن رہے گا امت میں صحابہؓ کا چرچا اوران پرتفوق رہے گا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقدس ترین طبقہ نبی کے بلا واسطہ فیض یافتہ اور تربیت یافتہ لوگوں کا ہے، جن کا اصطلاحی لقب صحابہ کرام ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) خدا اوراس کے رسول نے من حیث الطبقہ اگر کسی گروہ کی تقدیس کی ہے تو وہ صرف حضرات صحابہ رضی اللہ عنھم کا طبقہ ہے ان کے سوا کسی طبقہ کو من حیث الطبقہ مقدس نہیں فرمایا کہ طبقہ کے طبقہ کی تقدیس کی ہو مگر اس پورے کے پورے طبقہ کو راشد ومرشد، راضی مرضی، تقی القلب، پاک باطن، مستمر الطاعت، محسن وصادق اور موعود بالجنہ فرمایا پھر ان کی عمومی مقبولیت وشہرت کو کسی خاص قرن اور دور کے ساتھ مخصوص اور محدود نہیں رکھا بلکہ عمومی گردانا۔ کتب سابقہ میں ان کے تذکروں کی خبر دے کر بتلایا کہ وہ اگلوں میں بھی جانے پہچانے لوگ تھے اور قرآن کریم میں ان کے مدائح ومناقب کا ذکر کر کے بتلایا کہ وہ پچھلوں میں بھی جانے پہچانے ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ جب تک قرآن کریم رہے گا زبانوں پر، دلوں میں ہر وقت کی تلاوت میں، پنج وقتہ نمازوں میں، خطبات وموعظت میں، مسجدوں میں اور معبدوں میں مدرسوں اور خانقاہوں میں، خلوتوں اور جلوتوں میں غرض جہاں بھی اور جب بھی اور جس نوعیت سے بھی قرآن کریم پڑھا جاتا رہے گا وہیں ان کا چرچا اور امت پر ان کا تفوق نمایاں ہوتا رہے گا۔ پس بلحاظ مدح وثناء وہ امت میں یکتا وبے نظیر ہیں، جن کی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد اوّل وآخر کوئی نظیر نہیں ملتی مگر علماء دیوبند نے اپنے اس مسلک میں جو صحابہ کرام کی بابت عرض کیا گیا رشتۂ اعتدال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور کسی گوشہ سے بھی اس میں افراط وتفریط اور غلو آنے نہیں دیا۔

مثلاً وہ عظمت وجلالت کے معیار سے صحابہ کرام میں تفریق کے قائل نہیں کہ کسی کو لائق محبت سمجھیں اور کسی کو معاذ اللہ لائق عداوت سمجھیں، کسی کی مدح میں رطب اللسان ہوں اور عیاذ باللہ کسی کی مذمت میں یا انہیں سب وشتم اور قتل وغارت کرنے پر اتر آئیں اور ان کا خون بہانے پر اتر آئیں اوران کا خون بہانے میں بھی کسر نہ چھوڑیں اور پھر ان میں سے بعض

کو نبوت سے بھی اونچا مقام دینے پر آجائیں، انہیں معصوم سمجھنے لگیں حتیٰ کہ ان میں بعض میں حلول خداوندی ماننے لگیں۔

علماء دیوبند کے مسلک پر یہ سب حضرات مقدسین، تقدس کے انتہائی مقام پر ہیں مگر نبی یا خدا نہیں بلکہ بشریت کی صفات سے متصف لوازمِ بشریت اور ضروریاتِ بشری کے پابند ہیں مگر عام بشر کی سطح سے بالاتر کچھ غیر معمولی امتیازات بھی رکھتے ہیں جو عوام تو بجائے خود اس امت کے اولیاء کرام بھی ان مقامات تک نہیں پہنچ سکے۔ یہی وہ نقطۂ اعتدال ہے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے بارے میں علماء دیوبند نے اختیار کیا ہوا ہے، ان کے نزدیک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم شرف صحابیت اور صحابیت کی برگزیدگی میں یکساں ہیں اس لئے محبت و عظمت میں بھی یکساں ہیں تاہم ان میں باہم فرق مراتب بھی ہے لیکن یہ فرق چونکہ نفس صحابیت کا فرق نہیں، اس لیے اس سے نفس صحابیت کی محبت و عقیدت میں بھی فرق نہیں پڑ سکتا۔

پس اس مسلک میں اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھم عَدوُلٌ (صحابہ سب کے سب عادل تھے) کارفرما ہے جو اس دائرہ میں اہل سنت والجماعت کے مسلک کا جو بعینہ مسلک علماء دیوبند ہے، اولین سنگ بنیاد ہے۔

اسی طرح علماء دیوبند، ان کی اس معمولی عظمت وجلال کی وجہ سے جو انہیں بلا استثناء نجوم ہدایت مانتے ہیں۔ اور یہ کہ بعد والوں کی نجات ان ہی کی علمی و عملی اتباع کے دائرہ میں محدود ہے، لیکن انہیں شارع تسلیم نہیں کرتے کہ حق تشریع ان کے لیے ماننے لگیں اور یہ کہ وہ جس کو چاہیں حلال کر دیں اور جسے چاہیں حرام بنا دیں، ورنہ نبوت اور صحابیت میں فرق باقی نہیں رہ سکتا۔ پس وہ امتی تھے مگر امت کے مخلص ترین جاں نثار خادم تھے، جن کی بدولت دین اپنے پیروں پر کھڑا ہوا اور اس نے دنیا میں قدم جمائے، اس لیے وہ سب کے سب مجموعی طور پر مخدوم العالم اور خیر الخلائق بعد الانبیاء ہیں۔ ہاں مگر یہ حضرات اس مسلک کی رو سے گو شارع تو نہ تھے مگر فانی فی الشریعۃ تھے۔ شریعت ان کا اوڑھنا بچھونا بن گئی تھی اور وہ اس میں گم ہو کر اس کے درجہ کمال پر آ گئے تھے جو مدارِ اطاعت ہوتا ہے۔ اس لیے علماء دیوبند انہیں شریعت کے بارہ میں العیاذ باللہ خائن، متساہل یا بدنیت یا حب جاہ وجلال کا اسیر کہنے کی معصیت میں مبتلا نہیں۔ ان ے نزدیک یہ سب مقدسین دین کی روایت کے راوی، اوّل دینی درایت کے مبصر اوّل دینی مفہومات کے فہیم اوّل اور پوری امت کے مربی اوّل، حسب فرمودہ نبوی امت کے معیارِ حق و باطل تھے، جن کی رو سے فرقوں کے حق و باطل کا سراغ لگایا جا سکتا ہے اگر ان کی محبت و عظمت دل میں ہے اور بلا استثناء ہے تو وہ فرقہ حقہ کا فرد ہے اور اگر ذرا بھی ان کی عظمت و عقیدت میں کمی یا دل میں ان کی نسبت سے سوءظن ہے تو اسی نسبت سے وہ فرقہ ناجیہ سے الگ ہے۔ پس حق و باطل کے پرکھنے کی پہلی کسوٹی ان کی محبت و عظمت اور ان کی دیانت اور تقوٰئے باطن کا اعتراف اور ان کی نسبت قلبی اذعان و اعتماد ہے، اس لیے جو فرقہ بھی بلا استثناء انہیں عدول

ومتقن مانتا ہے وہی حسب ارشاد نبوی فرقہ حقہ ہے اور وہ الحمدللہ اہل سنت والجماعت ہیں۔اور جوان کے بارہ میں بدگمانی یا بدزبانی کا شکار ہے تو وہ حقانیت سے ہٹا ہوا ہے،اس لیے شریعت کے باب میں ان کے بارے میں کسی ادنیٰ دخل وفصل کا تو ہم پورے دین پر سے اعتماد اٹھا دیتا ہے اگر وہ بھی معاذ اللہ دین کے بارے میں اُدھر اُدھر ہٹے ہوئے تھے تو بعد والوں کے لیے راہ مستقیم پر ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پوری امت اوّل سے آخر تک ناقابل اعتبار ہو کر رہ جاتی ہے۔اس لیے حسب مسلک علماء دیوبند جہاں وہ منفرداً اپنی اپنی ذوات کے لحاظ سے تقی ونقی اور صفی وفی ہیں وہیں بحیثیت مجموعی امت کی نجات بھی ان ہی کے اتباع میں منحصر ہے اور وہ بحیثیت قرن من حیث الطبقہ پوری امت کے لیے نبی کے قائم مقام اور معیارِ حق تھے۔پس جیسے نبوت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے ایسے ہی ان کے اجماع کا منکر بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے حتیٰ کہ ان کا تعامل بھی بعض ائمہ ہدایت کے یہاں شرعی حجت تسلیم کیا گیا ہے،اس لیے جذباتی رنگ سے انہیں گھٹانا بڑھانا یا چڑھانا اور گرانا جس طرح عقل ونقل قبول نہیں کرتی اسی طرح علماء دیوبند کا جامع عقل ونقل مسلک بھی اُسے قبول نہیں کرسکتا۔علماء دیوبند،ان کی غیر معمولی دینی عظمتوں کے پیش نظر انہیں سرتاج اولیاء مانتے ہیں مگر ان کے معصوم ہونے کے قائل نہیں البتہ انہیں محفوظ من اللہ مانتے ہیں جو ولایت کا انتہائی مقام ہے۔جس میں تقویٰ کی انتہا بشاشت ایمان جو ہر نفس ہو جاتی ہے اور سنت اللہ کے مطابق صدور معصیت عادۃً ناممکن ہو جاتا ہے ذَالِکَ اِذَا خَالَطَ بشَاشَةَ الْاِیْمَانِ الْقُلُوْب اس مقام کے تقاضا سے ان کا تقویٰ باطن ہمہ وقت ان کے لیے مذکر رہتا تھا۔پس معصوم نہ ہونے کی وجہ سے ان میں معصیت کا امکان تھا مگر محفوظ من اللہ ہونے کی وجہ سے ان میں معصیت کا صدور اور ذنوب کا اقدام نہ تھا،پھر اس طبقہ میں یہ امکانی معصیت کا احتمال بھی بیرونی عوارض یا طبیعت کی حد تک تھا قلبی ودواعی کی حد تک نہ تھا کیونکہ ان کے قلوب کی تطہیر اور ان کے تقویٰ کے پرکھے پرکھائے ہونے کی شہادت قرآن کریم دے رہا ہے۔اس لیے اگر عوام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں سے کسی سے ابتدائی منزل میں طبقاً کوئی لغزش سرزد بھی ہوئی تو جیسا کہ وہ قلبی داعیہ یا گناہ کے کسی ملکہ سے جو دل میں جڑ پکڑے ہوئے ہو سرزدشدہ نہ تھی ایسے ہی اس کا اثر بھی ان کے قلبی ملکات واحوال یا باطنی تقویٰ تک نہ پہنچ سکتا تھا اس لیے ایسی اتفاقی لغزش بھی ان کی باطنی بزرگی جس کی خدا تعالیٰ نے شہادت دی ہے متہم نہیں ٹھہر سکتی۔

(ماخوذ از: ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک،نومبر ۱۹۹۵ء)

(مطبوعہ: محرم کی دس راتیں،افادات: علامہ خالد محمود رحمہ اللہ،ص ۴۳ تا ۴۶)

تقسیم میراث اوراصلاح رسوم

مفتی ابورفیدہ عارف محمود (استاذ ورفیق شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ کراچی)

زمانہ جاہلیت میں لوگ جس طرح کفروشرک میں مبتلا تھے،طرح طرح کی ظالمانہ رسمیں رائج تھیں،غلاموں پر بے جا تشدد کرنا،لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا،یتیموں اور بیواؤں کا مال ہڑپ کر جانا،اورعورتوں کوان کے جائز حقوق سے بھی محروم کرنا عام تھا،اسی طرح اس وقت آج کے تہذیب یافتہ دور کی طرح یہ بھی رائج تھا کہ مرنے والے کا مال صرف اور صرف وہ مرد لیتے تھے جو جنگ کے قابل ہوں، باقی ورثا، یتیم بچے اورعورتیں، روتے اور چلاتے رہ جاتے، ان کے طاقتور چچا اور بھائی ان کی آنکھوں کے سامنے تمام مال ومتاع پر قبضہ جمالیا کرتے تھے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے جہاں کفروشرک کافور ہوا اور دیگر تمام باطل رسموں کی اصلاح ہوئی، اسی طرح یتیموں کے مال اورعورتوں کے حقوق ومیراث کے سلسلے میں بھی تفصیلی احکام نازل ہوئے، دنیائے انسانیت جاہلی تہذیب سے نکل کر اسلام کی پاکیزہ معاشرت میں زندگی گزارنے لگی۔

اسبابِ میراث

زمانۂ جاہلیت میں جن اسباب کی وجہ سے آدمی کو میراث ملتی تھی،ان میں ایک سبب ''نسب'' تھا،دوسرا ''معاہدہ'' (یعنی ایک دوسرے سے خوشی وغم میں تعاون کرنا،ایک مرے گا تو دوسرا اس کا وارث بنے گا،اس بات کا معاہدہ کیا جاتا تھا) تیسرا سبب ''متبنّٰی'' (یعنی منہ بولا بیٹا) وارث بنتا تھا،اس کے علاوہ ابتدائے اسلام میں ان اسباب کے ساتھ ساتھ مؤاخات وہجرت کی وجہ سے بھی میراث میں حصہ تھا،جو حقیقت میں معاہدہ کی ایک صورت تھی۔

وصیت کا حکم

اللہ تعالیٰ کی ذات حکیم وعلیم ہے: چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے حالات سے پوری طرح واقف وباخبر ہے:اس لیے اپنی حکمت وعلم کے پیش نظر زمانۂ جاہلیت کی رسموں کی اصلاح کے سلسلے میں تدریجاً احکام نازل فرمائے،اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ حکم نازل فرمایا کہ ہر شخص موت سے پہلے اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے اپنی رائے سے مناسب وصیت کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ)

(البقرۃ: ۱۸۰)

ترجمہ: تم پر یہ فرض کیا جاتا ہے کہ: جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے، بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہوتو والدین اوراقارب کے لیے معقول طور پر کچھ کچھ بتلا جائے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بیان القرآن (۱:۱۱۵) میں اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''شروع اسلام میں جب تک میراث کے حصے شرع سے مقرر نہ ہوئے تھے، یہ حکم تھا کہ ترکہ کے ایک ثلث تک مردہ اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کو جتنا مناسب سمجھے بتلا جاوے، اتنا تو ان لوگوں کا حق تھا، باقی جو کچھ رہتا وہ سب اولاد کا حق ہوتا تھا، اس آیت میں یہ حکم (یعنی وصیت) ہے

اس حکم کے تین جزؤ تھے، ایک بجز اولاد کے دوسرے ورثہ کے حصص وحقوق ترکہ میں معین نہ ہونا، دوم ایسے اقارب کے لیے وصیت کا واجب ہونا، تیسرے ثلث مال سے زیادہ وصیت کی اجازت نہ ہونا، پس پہلا جزؤ تو آیت میراث سے منسوخ ہے، دوسرا جزؤ حدیث سے جو کہ مؤید بالا جماع ہے منسوخ ہے، اور وجوب کے ساتھ جواز بھی منسوخ ہو گیا، یعنی وارث شرعی کے لیے وصیت مالیہ باطل ہے، تیسرا جزؤ اب بھی باقی ہے، ثلث سے زائد میں بدوں رضا ورثہ بالغین کے وصیت باطل ہے''۔

وصیت کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَاحقُّ امرءٍ مسلمٍ لَه شَیءٌ یُوْصِیْ فِیْهِ یَبِیْتُ لَیْلَتَیْنِ الَّا وَوَصِیَّتُه مَکْتُوْبَةٌ عِنْدَه''

(صحیح بخاری، کتاب الوصایا، رقم الحدیث: ۲۵۸۷)

ترجمہ: کسی بھی مسلمان کے پاس کوئی چیز ہو جس کی وصیت کرنا ہو تو اس کے لیے یہ بات ٹھیک نہیں کہ دو راتیں گزر جائیں اور اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ مَاتَ عَلٰی وَصِیَّتِه مَاتَ عَلیٰ سَبِیْلٍ وَسُنَّةٍ وَمَاتَ عَلٰی نُقیً وَشَهَادَةٍ وَمَاتَ مَغْفُوْرًا لَه''

(سنن ابن ماجه، الحث علی الوصیة رقم الحدیث: ۲۷۰۱)

ترجمہ: جس شخص کو وصیت پر موت آئی (یعنی وصیت کر کے مرا) وہ صحیح راستہ اور سنت پر مرا، اور تقویٰ اور شہادت پر مرا، اور بخشا ہوا ہونے کی حالت میں مرا۔

وصیت کے حوالے سے بتدریج احکام نازل ہوئے ان پر عمل ہوتا گیا تو پھر میراث کے حوالے سے تدریجاً احکام نازل ہونا شروع ہوئے، اس سلسلے میں سب سے پہلا حکم یہ نازل ہوا کہ میراث جیسے مردوں کا حق ہے، اسی طرح عورتوں کا بھی حق ہے: چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی نازل ہوا:

(لِلرِّ جَالِ نَصِیْبٌ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالأَ قْرَ بُوْنَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ مِمَّا تَرَکَ الْوَ الِدَانِ وَالأَ قْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ کَثُرَ نَصِیْباً مَفْرُ وْضاً) (النساء:۷)

ترجمہ: مردوں کے لیے بھی حصہ ہے اس (مال) میں جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں، اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اس (مال) میں جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں۔ خواہ وہ چیز کم ہو یا زیادہ، حصہ بھی ایسا جو قطعی طور پر مقرر ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے کا پس منظر کچھ یوں ہے، تفسیر قرطبی میں ہے کہ: حضرت اوس بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے پس ماندگان میں اہلیہ ام کُجّہ اور تین بیٹیاں چھوڑیں، حضرت اوس بن ثابت کے چچا زاد بھائی سوید اور عرفجہ جوان کے وصی بھی تھے، انھوں نے سارا مال خود لے لیا اور ام کُجّہ اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں کو جائیداد میں حصے سے محروم کر دیا، مظلوموں کا ماویٰ اور ملجا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کون تھا؟! چنانچہ ام کُجّہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور سارا ماجرا عرض کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مکان لوٹ جاؤ، جب تک اللہ کی طرف سے کوئی فیصلہ نہ آئے تم صبر کرو، اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اجمالی طور سے اس آیت میں زمانۂ جاہلیت کے اس عمل کی نفی فرمائی اور میراث میں عورتوں کا حصہ ہونے کا حکم بھی ارشاد فرمایا کہ میراث صرف مردوں کا حق نہیں، بلکہ اس میں عورتوں کا بھی حق ہے، اس آیت کے نازل ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوید اور عرفجہ کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میراث میں عورتوں کا بھی حصہ مقرر فرمایا ہے: لہٰذا تم اوس بن ثابت کے مال کو بحفاظت رکھنا، اس میں سے کچھ خرچ نہ کرنا۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ اس واقعہ پیش کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور عورتوں کا حصہ ابھی تفصیلی طور سے بیان نہیں کیا گیا تھا، دوسرا واقعہ پیش آیا، تین ہجری احد کی لڑائی میں جلیل القدر صحابی سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ان کی شہادت پر حسب دستور بھائیوں نے تمام مال وجائیداد پر قبضہ کر لیا اور ان کی اہلیہ اور دو بیٹیوں کو میراث سے محروم کر دیا، حضرت سعد کی اہلیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آکر واقعہ بیان کیا کہ سب مال ان کے چچا نے لیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ صبر کرو عنقریب اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی فیصلہ فرمادیں گے۔

میراث کے تفصیلی احکام:

تفسیر قرطبی، مظہری اور روح المعانی میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے عورتوں اور لڑکیوں کا حصہ بیان کرنے کے لیے اس آیت کو نازل فرمایا (یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ) (النساء: ۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمھیں تمہاری اولاد کے بارے حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے والدین کو صاف صراحتاً حکم دیا ہے کہ جس طرح میراث میں بیٹوں کا حق ہے اسی طرح بیٹیوں کا بھی حق ہے، اس آیت کے نازل ہونے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کے بھائی سے کہلوایا کہ اپنے بھائی کے مال میں سے دو ثلث لڑکیوں کو اور آٹھواں حصہ ان کی بیوہ کو دو، اور باقی مال تمہارا ہے، اسلام کے قاعدہ میراث کے مطابق سب سے پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی میراث تقسیم ہوئی۔

زندگی میں مال وجائیداد کی تقسیم:

بعض حضرات اپنی زندگی ہی میں اپنا مال وجائیداد اولاد و اقربا میں تقسیم کر دیتے ہیں، عام طور سے دیکھنے میں آیا

ہے کہ صرف بیٹوں کو حصہ دیا جاتا ہے اور بیٹیوں اور بیوی کو محروم کر دیا جاتا ہے، جب کہ بعض بیٹیوں کو حج کروانے کا لالچ دے کر حصہ سے محروم رکھتے ہیں، ان لوگوں کو حالت صحت میں اگر چہ مال میں تصرف کا مکمل اختیار ہے: لیکن یاد رہے ان کا یہ عمل اسلامی تعلیمات اور اس روح ومقتضا کے خلاف ہے: چنانچہ امام بخاری ومسلم رحمہا اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بنوسلمہ میں میری عیادت کے لیے تشریف لائے مجھ پر بے ہوشی طاری تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، وضو فرمایا اور کچھ چھینٹیں مجھ پر ماریں، مجھے کچھ افاقہ ہوا، میں نے پوچھا کہ میں اپنی اولاد کے درمیان اپنا مال کیسے تقسیم کروں؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ''یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ الخ'' (صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، رقم:۴۵۷۷)

اس آیت میں والدین کو حکم دیا گیا ہے کہ لڑکوں کی طرح لڑکیوں کو بھی مال میں سے حصہ دو۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بعض لوگ تمام عمر اطاعت خداوندی میں مشغول رہتے ہیں: لیکن موت کے وقت وارثوں کو ضرر پہنچاتے ہیں یعنی کسی شرعی عذر اور وجہ کے بغیر کسی حیلے سے یا تو حق داروں کا حصہ کم کر دیتے ہیں، یا مکمل حصے سے محروم کر دیتے ہیں، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ سیدھے جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں! میراث کے بارے میں اللہ کے ایک حکم کے سلسلے میں حیلے بہانوں سے کام لینے والوں کی تمام عمر عبادتیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ اور دیگر اعمال ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے: بلکہ ایسے شخص کے بارے میں جہنم کی سخت وعید بھی وارد ہوئی ہے، سنن سعید بن منصور کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ان الفاظ میں مروی ہے: ''مَنْ قَطَعَ مِیْرَاثاً فَرَضَه اللّٰهُ قَطَعَ اللّٰهُ مِیْرَاثَه مِنَ الْجَنَّةِ'' (رقم:۲۵۸) یعنی جو شخص اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ میراث کو ختم کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ جنت سے اس کی میراث ختم کر دیتے ہیں۔

عورتوں کے حصوں کے بیان کرنے میں قرآن کا اسلوب

معزز قارئین! آپ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں غور فرمائیں ''لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ'' یعنی لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے: ''لِلْاُنْثَیَیْنِ مِثْلُ حَظِّ الذَّکَرِ'' نہیں فرمایا کہ دو لڑکیوں کو ایک لڑکے جتنا حصہ ملے گا، علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے للذکر مثل حظ الانثیین فرمایا، اس کی وجہ یہ ہے اہل عرب صرف لڑکوں کو حصہ دیا کرتے تھے، لڑکیوں کو نہیں دیتے تھے، ان کی اس عادت سیۂ پر رد اور لڑکیوں کے معاملے میں اہتمام کے لیے فرمایا کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا، گویا یہ فرمایا کہ صرف لڑکوں کو حصہ دیتے ہو، ہم نے ان کا حصہ دگنا کر دیا ہے لڑکیوں کے مقابلے میں: لیکن لڑکیوں کو بھی حصہ دینا ہوگا، ان کو میراث سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ''احکام القرآن'' میں اس آیت کے بارے فرماتے ہیں: هٰذِهِ الآیَةُ رُکْنٌ مِنْ أرْکَانِ الدِّیْنِ وَعُمْدَةٌ مِنْ عُمُدِ الدِّیْنِ وَأمٌّ مِنْ اُمّهَاتِ الآیَاتِ، فَانَّ الْفَرَائِضَ عَظِیْمَةُ الْقَدْرِ، حَتّٰی أنَّهَا ثُلُثُ

الْعِلْم '' یہ آیت (يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ) ارکان دین میں سے ہے اور دین کے اہم ستونوں میں سے ہے اور امہات آیات میں سے ہے: اس لیے کہ فرائض (میراث) کا بہت عظیم مرتبہ ہے، یہاں تک کہ یہ ثلث علم ہے۔

اس آیت کریمہ میں میراث کے احکام بیان فرمانے کے بعد، اس کے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یہ میراث کے احکام اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ حدود ہیں، ان حدود پر عمل کرنے والوں کے لیے بطور انعام وجزا کے فرمایا: (مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ) ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ایسی جنت میں داخل فرمائیں گے جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اسی طرح میراث کے سلسلے میں اللہ کے بیان کردہ احکامات پر عمل نہ کرنے والوں کے لیے آگ اور ذلّت کا عذاب ہوگا، ارشاد ربانی ہے: (وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ) ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کے بیان کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے، اللہ اس کو آگ میں داخل کردیں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت آمیز عذاب ہوگا۔

جاہلانہ طرزِ عمل

بیٹوں کو حصہ دے کر بیٹیوں کو محروم کرنا، یا بھائی اور چچا وغیرہ کا خود لے کر عورتوں کو محروم کرنا، یہ زمانۂ جاہلیت کے کفار کا طرزِ عمل ہے، حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدّث دارالعلوم دیوبند نے ''مفید الوارثین'' میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واضح اور صریح حکم کو پشت ڈال کر ایک کافرانہ رسم پر عمل کرنا کوئی معمولی خطا نہیں ہے، نہایت سرکشی اور اعلی درجے کا جرم ہے: بلکہ کفر تک پہنچ جانے کا اندیشہ ہے۔

یاد رہے کہ میراث کا علم شریعت میں نہ صرف مطلوب ہے: بلکہ اس کی بہت زیادہ اہمیت بھی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نصف علم قرار دیا ہے، دار قطنی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تَعَلَّمُوْا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ، فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ، وَهُوَ اَوَّلُ شَيْءٍ يُنْتَزَعُ مِنْ اُمَّتِيْ'' (کتاب الفرائض رقم: ۱)

ترجمہ: اے لوگو! فرائض (میراث) کے مسائل سیکھو، اور اسے لوگوں کو سکھاؤ بے شک وہ نصف علم ہے اور وہ سب سے پہلے بھلایا جائے گا اور وہ سب سے پہلے میری امت سے اٹھایا جائے گا۔ بہت سارے دین دار کہلانے والے لوگ جو نماز، روزہ اور دیگر اسلامی احکام کے پابند تو ہوتے ہیں، ان کو ادھر اُدھر بہت ساری باتیں، قصے، کہانیاں تو یاد رہتی ہیں: لیکن میراث کا کوئی ایک مسئلہ بھی ان کو معلوم نہیں، یہ انتہائی درجہ غفلت کی بات ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس غفلت سے محفوظ رکھے۔

ورثاء کے لیے مال چھوڑنا:

اپنی اولاد اور ورثاء کے لیے مال چھوڑنا بھی ثواب کا کام ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں فتح مکہ والے سال ایسا بیمار ہوا کہ یہ محسوس ہوتا تھا کہ گویا ابھی

موت آنے والی ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس بہت سا مال ہے میری صرف ایک ہی بیٹی کو میراث کا حصہ پہنچتا ہے، تو کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: آدھے مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: تہائی مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تہائی وصیت کرسکتے ہو اور تہائی بھی بہت ہے، پھر مایا: ''أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَکَ أغْنِیَاءَ ، خَیْراً مِنْ أنْ تَدَعَھُمْ عَالَۃً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِیْ أَیْدِیْھِمْ'' تم اپنے ورثاء کو مالداری کی حالت میں چھوڑ جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں تنگدستی کی حالت میں چھوڑ دو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں (صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، رقم: ۲۷۴۲)۔

آخر میں ایک دفعہ مکرّر یہ گزارش ہے کہ یتیموں، عورتوں، اور بیٹیوں کو میراث اور جائیداد میں حصے سے محروم کرنا بہت بڑا جرم ہے اور گناہ ہے، قانون خداوندی سے بغاوت کے مترادف ہے، اس بارے میں کسی قسم کے حیلوں اور بہانوں کا سہارا نہ لیا جائے: بلکہ جو شرعی حصہ داروں کا حق بنتا ہے، وہ ان کے سپرد کردیا جائے، ہاں! اگر اپنے حصہ پر قبضہ کرنے کے بعد وہ اپنی رضا اور رغبت سے کچھ، یا سارا کسی کو دینا چاہے تو اس کے لیے لینا جائز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ: ہمیں پورے دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور میراث کے حوالے سے پائی جانے والی غفلتوں کے ازالے کی ہمت عطا فرمائے، امت مسلمہ کی تمام پریشانیوں اور مشکلات کو آسانیوں اور عافیت میں بدل دے۔ آمین

مشاہداتِ قادیان

مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہ اللہ

● قادیان میں مجلس احرار اسلام کی اوّلین صدائے حق ● دفتر کا قیام ● تاریخی احرار تبلیغ کانفرنس کا انعقاد ● قادیانیوں کے ساتھ مناظرے اور مقابلے ● قادیان کے مسلمانوں میں جرأت واستقامت کی روح پھونکنے کے ایمان پرور تذکرے ● کفرستانِ قادیان میں احرار کے پہلے مبلّغ مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہ اللہ کے قلم سے قادیان میں تحفظ ختم نبوت کی تاریخ ساز جدوجہد ● تحریک تحفظ ختم نبوت کی نوسالہ مقدس جدوجہد کے عینی شاہد اور میدانِ عمل میں دادِ شجاعت دینے والے عظیم مجاہد کی زبانی۔

صفحات: 400 قیمت-/600 روپے

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، داربنی ہاشم ملتان 0300-8020384

قربانی......حکمت اور مسائل و احکام

ابن امیر شریعت مولانا **سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ علیہ**

اسلام امن وسلامتی کا ہی نام ہے اسلام کے ہر عمل سے سلامتی پیدا ہوتی اور امن پھیلتا ہے ہر باشعور آدمی غور وفکر کی نعمت سے اس حقیقت کو پا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل انسانوں کے اعمال جس برائی، خباثت اور شیطنت سے آشنا ہو چکے تھے اسلام نے انہی اعمال کو اسوۂ حسنہ میں پابند کر کے محبت، آدمیت، امن، سلامتی اور عافیت پیدا کر دی۔ غور فرمائیے قبائل کے سرداراوران کے ساتھی کھانا کھارہے ہیں ہمہ قسم نعمت ان کے سامنے چن دی گئی ہے مگر کیا مجال کہ غلام اس کی طرف دیکھ بھی جائے۔ روساء و بزرجمہر کھا پی کے فارغ ہوں گے۔ تو بچا کھچا ان کے منہ میں بھی پہنچ جائے گا جو غلام ہونے کا طعنہ سینے پر سجائے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے آ کر مکارم اخلاق پیدا کئے۔ اسی معاشرے میں غلام کو آقا کے برابر اور فقیر کو امیر جیسا کر دیا۔ من وتو کی تمیز ختم کر دی۔ معاشرے میں حسن پیدا کیا۔ جو نہ کلیوں میں نہ غنچوں میں، نہ پھولوں میں نہ بہاروں میں ہے۔ دنیا کے کسی نظام میں بھی یہ حسن وخوبی، یہ برابری و برادری نہیں ہے۔ دنیائے فکر میں انقلاب بپا کیجئے اور چودہ سو برس کی الٹی زقند لگائیے۔ چشم خرد کھولیے اور ملاحظہ کیجئے کہ مولائے کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ لکڑی کے ایک پیالے میں لقمے لگا لگا کر کھا رہے ہیں۔ غلام آقا کے روبرو ہے نظر وتوجہ کی نعمتوں سے بھی مالا مال ہو رہا ہے اور معاش و معاد کے لیے بھی سنوار رہا ہے۔ جی ہاں یہ وہی بلال ہے جسے کفارِ مکہ کا جمہوری نظام اور جمہوری گماشتے اپنے برابر دیکھنا نہیں چاہتے تھے اور اسے غلام ہی مارنا چاہتے تھے، اسی طرح قربانی کا عمل بھی معاشرے میں امن وسلامتی اور بلندی پیدا کرتا ہے۔

قربانی تو زمانہء جاہلیت میں بھی امن وسلامتی اور سفر کے خطرات سے بچاتی تھی۔ عرب کا معمول تھا کوئی شخص اگر حج کے لیے آمادہ سفر ہے تو اسے اپنے قربانی کے جانوروں کے گلے میں پٹے ڈال کر ساتھ رکھنا پڑتا۔ اور یہ قربانی کا پٹہ ہی راستے کے خطرات و مشکلات کے بچنے کی علامت ہوتا۔ نتیجہ یہ نکلتا کہ ایسا مسافر اپنے ساز وسامان سمیت منزل مراد پر پہنچ جاتا۔ حج کرتا قربانی دیتا اور رضاء الٰہی کی نعمتیں سمیٹتا واپس لوٹ جاتا۔ قربانی کے اس جانور کو ھدی کہا جاتا ہے۔ ویسے عربوں میں یہ دستور تھا کہ دین ابراہیمی کے مطابق وہ چار مہینوں کا بہت احترام کرتے یعنی رجب، ذی قعد، ذی الحج، اور محرم...... یہ مہینے پر امن اور عافیت وسلامتی کے مہینے تھے قرآن کریم نے بھی ان مہینوں کے باعزت و باوقار ہونے کا ذکر فرمایا ہے مِنها اربعةٌ حُرم ان میں سے چار بہت معزز ہیں (سورۃ التوبہ)۔

انہی چار ماہ کے اعزاز و اکرام میں عرب اپنی جاہلیت کی عادتیں، لڑائی جھگڑے ختم کر دیتے تھے۔ ذی الحجہ کا مہینہ بھی انہی مکرم ومحترم مہینوں کا حصہ ہے۔ جس میں قربانی، حج اور عبادات اس کا جزو لاینفک ہے۔ اس لیے بھی یہ امن وامان اور عافیت وسلامتی کا پیغام سرمدی ہے۔ امن عامہ کی نوید الٰہی ہے۔ مگر ہمارے معاشرہ میں چونکہ اسلام کو ثانوی حیثیت دیدی گئی ہے اور جمہوریت کو پہلی پوزیشن، اس لیے موجودہ معاشرے پر پھٹکار پڑ رہی ہے۔ عرب جہلا تو پٹے والے قربانی کے جانوروں کی لوٹ مار نہیں کرتے تھے۔ ''یہ جمہوریت

زادے'' اور ''روشن خیال'' وہ بھی نہیں چھوڑتے۔ اس عمل خبیث میں یہ اُن سے بھی آگے نکل گئے۔ لوگوں نے مہندی، جھانجر، زنجیر اور پٹے قربانی کی تمام نشانیوں سے اپنے قربانی کے جانوروں کو مرصع کیا ہوتا ہے، مگر یہ فرزندانِ ناہموار اسے بھی چوری کرنے سے باز نہیں آتے۔ اگر ''لبرل اسلام'' کے ماننے والے منافقین اپنے رویے تبدیل کر کے حقیقی اسلام کے پیروکار بن جائیں یعنی مکمل مومن بن جائیں تو امت کو یہ روز سیاہ دیکھنا نصیب نہ ہو! اس پر مستزاد یہ کہ ان چوروں اور حرام خوروں کو پاکستان کی رسوائے زمانہ تعزیرات سزا نہیں دیتی بلکہ ''لبرل اسلام'' کی نمائندہ کمیونٹی جو حدود اللہ کو ''وحشیانہ'' سزائیں کہتی ہے وہ وحشی اور جنگلی بھی اس درندگی پر بہت پریشان ہیں مگر امن قائم نہیں کر سکے۔ جو دن بھی طلوع ہوتا ہے، وہ فسق و فجور کی تمازت بڑھا دیتا ہے۔ خود کو ترقی یافتہ کہنے والے یورپ کے اندھے مقلد پاکستان میں خیر پیدا نہیں کر سکے، پاکستان کی سیکولر سیاسی قوتیں، شر، فتنہ و فساد اور تباہی کی نمائندگی کرتی، اسے پھیلاتی اور حکومت کرتی ہیں ۔ یہ چار پانچ فیصد جو امن کے روح پرور مناظر دیکھنے میں آتے ہیں ۔ یہ صرف ان دینی اعمال کی وجہ سے ہیں جو مسلمان انفرادی اور ذاتی ذوق کی بنیاد پر کرتے ہیں ورنہ ریاست کے قانون بد نے تو انکارِ اعمال کی کھلی آزادی دے رکھی ہے۔ اللہ کی پناہ!

قربانی اپنے شاندار ماضی، امن وسلامتی پر سچی تاریخی روایت وشہادت رکھتی ہے۔ دورِ حاضر میں قربانی نہ صرف یہ کہ امن کا پیغام ہے بلکہ مسئلہ معاش کے حل کا عظیم پہلو بھی اپنے جلو میں رکھتی ہے کہ اس عمل صالح کی بدولت معاشی بدحالی ختم ہوتی اور معاشی امن پیدا ہوتا ہے۔ سینکڑوں غریب امیر ہو جاتے ہیں۔ قرآن کا حکم ہے:

فکلو ا منہا و اطعمو البائس الفقیر . (الحج آیت ۲۸) سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاج بے حال کو۔

فکلوا منہا و اطعمو القانع و المعتر . (الحج آیت ۳۶) سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے والے کو اور بیقراری کرنے والے کو۔

ہمارے معاشرہ میں سرمائے کی غیر منصفانہ تقسیم اور یورپ کے معیارِ زندگی کی نقالی نے معاشرہ کو طبقات میں تقسیم کر دیا ہے۔ اعلیٰ طبقہ کہلانے والے لوگ اخلاق سے عاری، ہمدردی سے محروم، اخوۃ، برادری اور برابری کے شائستہ جذبات کو خیر باد کہہ کر دوسرے تیسرے اور چوتھے طبقہ کے لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ ہمارے معاشرے کا دوسرا تیسرا اور چوتھا طبقہ زندگی کی راحتوں سے مجبور اور معاشی حالات سے رنجور ہے اور سفید پوشی، ظاہر داری اور برادریوں کے جذبۂ تقابل میں اس قدر چُور چُور ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ معاشرے کے جن لوگوں کے پاس مال و منال زر و جواہر اور دھن دولت موجود ہے۔ پھر اُن میں سے جو اس دولت کو دین کے احکام کے مطابق صرف کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں صدقات دیتے ہیں انفاق عام کرتے ہیں وہ جب قربانی دیں گے تو معاشرہ کے ایسے افراد جو بے چارے مال کی کمی کے سبب ہفتوں اور مہینوں تک گوشت کی شکل سے نا آشنا اور اس کی لذت سے محروم رہتے ہیں۔ قربانی کرنے والا خود کھائے تو اس کی اجازت ہے اس لیے کہ ''**فکلوا منہا**'' امرِ استحباب ہے امرِ وجوب نہیں یعنی اجازت ہے حکم نہیں جیسے **و اذا حللتم فاصطادوا .** (پ ۶۔ المائدہ۔ آیت ۲) اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔

اپنے گھر کے لیے رکھ لے تو اجازت ہے اگر نہ رکھے تو بہتر ہے اور واجب ہے کہ وہ قربانی کا گوشت بے حال محتاج، نادار، بے یار و مددگار اور ایسا مسکین جو قانع صابر محروم ہو اور ایسا مسکین بھی جو سائل اور بے قرار ہو بھوک کے ہاتھوں تنگ آ کر مانگنے لگ جائے

سب کو تلاش کر کے پہنچایا جائے۔ایسے ضرورت مندوں کو زکوۃ صدقات وغیرہ کی طرح قربانی کا گوشت پہنچانے سے ان کی طبعی تندی ترشی اور حالات سے پیدا شدہ نفرتیں کم ہوں گی۔غضب و انتقام کی جگہ محبت و احترام پیدا ہوگا۔لوٹ مار قتل و غارتگری کی بجائے حفاظت و خدمت کے نیک جذبات ظہور پذیر ہوں گے۔معاشرہ میں امن و سلامتی غالب آئے گی یعنی خیر طالب اور شر مغلوب ہوگا۔رودے اور کھالیں بھی معاشرے کے انہی پسے ہوئے لوگوں کا حق ہے۔قصاب قطعاً کھال رودے اُجرت میں نہیں لیجا سکتے قربانی کے جانوروں پر ڈالے گئے کپڑے گھنٹیاں زنجیریں جھانجریں وغیرہ سب چیزیں غرباء کا حق ہیں۔جب غرباء کو ان کا شرعی حق مال کی صورت میں پہنچے گا تو معاشی ناہمواری دور ہوگی اور معاشی ناہمواری کے دور ہونے سے جذبہ حسد و رقابت بھی دور ہوگا جس کا نتیجہ ہے خوشحالی مختصراً ملاحظہ کریں۔

قربانی کے فوائد:

(۱) ایک طبقہ میں گردش زر قائم ہوئی۔قربانی کے لیے جانور خریدے گئے۔ بیچنے والے کو مال منتقل ہوا۔اُسے کچھ روز گھر میں رکھا،خدمت کی،گھاس دانہ کھلایا

(۲) دوسرے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی۔قصاب نے ذبح کیا اور مزدوری لی۔

(۳) تیسرے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی،کھال فروخت ہوئی یا خیراتی اداروں میں تقسیم ہوئی۔

(۴) چوتھے طبقہ میں گردش زر قائم ہوئی۔رودے،زنجیر،کپڑا،جھانجر فروخت ہوئی۔ان کی قیمت مساکین یتامیٰ،بیوگان محتاج،غریب،دینی کارکن،دینی مدارس کے مسافر طلباء و اساتذہ میں مختلف صورتوں میں تقسیم ہوئی۔

(۵) پانچویں طبقہ میں گردش زر قائم ہوئی۔سرمایہ انجماد سے بچا۔ایک ہاتھ میں نہ رہا مختلف ہاتھوں میں پہنچا ملک و قوم کو فائدہ پہنچا۔ایسا اہم اور عظیم عمل جس سے معاشرے کے پانچ طبقوں کو فیض،نفع اور فائدہ پہنچتا ہو اس کی مخالفت کرنا کہاں کی خدمتِ انسانی اور خدمتِ حیوانی ہے۔یا دانشمندی ہے؟ بجز اس کے کہ

بک رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ہاں یہ سیکولرسٹوں کا ''روشن اور لبرل اسلام'' تو ہو سکتا ہے حقیقی دین اسلام نہیں۔

قربانی اور قربانی کے جانور: قربانی اور قربانی کے جانور شعائر اللہ میں سے ہیں۔(الحج آیت ۳۶)

ایسے لوگ جو بے رحمی اور حیوانات کے انسداد کی ذیل میں قربانی کے عمل کو رد کرتے ہیں یا مال کے ضیاع کی نام نہاد حکمت کی بنیاد پر اس کو غلط قرار دیتے ہیں وہ لوگ بنیادی طور پر جاہل و ظالم ہیں۔اس لیے کہ قرآن حکیم نے قربانی اور قربانی کے جانوروں کی حیثیت دین اسلام کی علامتوں میں سے دو علامتیں قرار دی ہیں۔دین کی علامتوں کی تعظیم دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔ان شعائر کا احترام نہ کرنے والے لوگ خلوص سے محروم ہیں۔شعائر اللہ کی با قاعدہ و باضابطہ شرعی حیثیت و عظمت ہے۔اس عمل کی ایک مذہبی،شرعی اور قانونی تاریخ ہے اس کی تردید،تغلیط اور توھین،احکام و مسائل اور قوانین قرآنی سے بے خبری،لاعلمی اور جہالت پر مبنی ہے۔پھر ایسا آدمی جو قربانی جیسے عمل خیر کو روکتا ہے،اس کے خلاف ذہنوں کو ہموار کرتا ہے اور فضول قسم کی باتیں

جو یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں' کرتا رہتا ہے۔ وہ معاشرے کو باہم ایک دوسرے سے کاٹنا چاہتا ہے۔ قربانی کے عمل سے معاشرہ کے تمام طبقات باہم مربوط ہوجاتے ہیں اور یہ حیوانات پر رحم کرنے والا نام نہاد مہربان انسانوں کو محبت، مودت، ارتباط، معاشرتی ترقی سے محروم کرنے والا ظالم، سفاک اور خود غرض ہے کہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا!

پیغام:

عید، خوش خوراکی وخوش پوشاکی اور کھیل کود کا نام ہی تو نہیں بلکہ عید عبارت ہے......
اجتماعیت ویکجہتی سے، قربانی وایثار سے، عدل وتقویٰ سے، حق شناسی وخدا خوفی سے
محبت، ادب اور اخلاص سے، مودّت اور اخوت کے پاکیزہ جذبات سے!

احکام ومسائل

● **تمہید:** قربانی جدُّ الانبیاء اور مجدّ دالانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہم السلام اور سید الاوّلین، قائد المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس یادگار اور ابدی سنت ہے.....حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایام قربانی میں اللہ تعالیٰ کو اپنے نام پر بہائے ہوئے خون قربانی سے زیادہ کوئی چیز اور عمل پسند نہیں۔ ذبح کے وقت خون کا ہر قطرہ زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی خدا کے ہاں مقبول ہوجاتا ہے۔ نیز فرمایا: ذبیحہ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں' ان میں سے ہر ہر بال کے بدل میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ یَّنَا لَ اللهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاءُ هَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ﴾

''اللہ کو نہیں پہنچتے' ان کے گوشت اور نہ لہو۔ لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دلوں کا ادب (خلوص)۔'' (سورۃ حج' ۳۷۔ پارہ ۱۷)

قربانی: بعض اسلام دشمن عناصر جن کو مخلوق خدا کی فلاح کا بہت زیادہ ''درد'' اٹھتا ہے' وہ اس نظریاتی مملکت میں برسوں سے زہر پھیلا رہے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ جدید تعلیم سے روشناس مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ قربانی ''مولوی ازم'' کی ایجاد ہے، کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہزاروں لاکھوں روپے کا خون بہادیا جائے، اس میں انسانیت کی کیا خدمت ہے؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تو صرف ''مکہ'' میں ہی فرض ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قربانی نہیں دی۔ کوئی شخص بھی اس بات کا مجاز نہیں کہ دین متین میں ایک حرف کی بھی تبدیلی کرسکے۔ قربانی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ جو چودہ سو سال سے ادا کی جارہی ہے۔ خود حضور ﷺ نے اور ان کے بعد ان کے صحیح جانشین خلفائے راشدین نے اور صحابہ کرام ؓ نے اور امت کی مسلّمہ شخصیتوں نے ادا کی اور کروائی۔ یہ کہنا کتنا بڑا دجل ہے کہ ختم المرسلین ﷺ نے صرف مکہ میں قربانی کی۔ حالانکہ احادیثِ صحیحہ میں اس کا ثبوت موجود ہے کہ مدینہ میں بھی قربانی ہوئی اور لاکھوں مربع میل میں پھیلی ہوئی اسلامی سلطنت میں بسنے والے مسلمانوں نے اس سنت کو ادا کیا۔

حضور ﷺ نے مدینہ میں قربانی کی:

﴿عن ابن عمر 'قال اقام رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم بالمدینه عَشَر سِنِیْنَ یُضَحِّیْ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دس برس مدینہ میں قیام فرمایا اور قربانی دی: (ترمذی ص ۱۸۲، مسند احمد ج ۲ ص ۵۷)

﴿**عن ابن عباس قال کنّا مع رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فی سفر فحضر الا ضحی فاشتر کنا فی البقرۃ سبعۃ وفی البعیر عشرۃ**﴾ (ترمذی ص ۱۸۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سفر میں تھے کہ سفر میں ہی قربانی کا دن آ گیا تو ہم قربانی کی گائے کے سات حصوں اور اونٹ کے دس حصوں میں شریک ہوئے۔

جمہور علماء کے نزدیک اونٹ میں دس حصوں والا حکم منسوخ ہوگیا اور سات حصوں والا حکم جاری ہوا۔ اسے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ذکر کیا ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ۔ ص ۱۲۸)

ان ہر دو روایات کی روشنی میں یہ بات قطعیت کے ساتھ واضح ہوگئی کہ حضور ﷺ نے سفر میں بھی قربانی کی اور مدینہ میں بھی، اس کے بعد اس قسم کی لغو اور بے بنیاد باتوں کی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور یہ حدیث ان کے قول کے بطلان کے لیے دلیل کا ایک طمانچہ ہے۔ اہل اسلام سے التماس ہے کہ وہ اس قسم کی لغویات پر دھیان نہ دیں اور دین متین کی حفاظت کرتے ہوئے اور محبت رسول ﷺ سے سرشار ہوکر اس سنت کو خوب ذوق وشوق سے ادا کریں تاکہ روزِ محشر بارگاہِ رب العزت میں نجات کا سبب اور اللہ کے محبوب ﷺ کی شفاعت کے مستحق بنیں۔ خداوندِ قدوس ہم سب کو سختی سے اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثمّ آمین

مختصر مسائل قربانی:

- ہر آزاد عاقل بالغ مسلمان جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا رکھتا ہو، یا ان دونوں سے جتنی مالیت کی جائیداد یا مال تجارت کا مالک ہو، اس پر عیدالاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دس تاریخ کو صبح صادق طلوع ہونے سے لے کر بارہویں ذوالحجہ کی شام تک چند مخصوص حلال جانوروں میں سے کسی ایک قسم کے جانور کو حکمِ الٰہی اور سنت نبی ﷺ کی پیروی میں ذبح کرنا واجب ہے، جسے شرعی زبان میں اُضحِیّہ اور ہماری بول چال میں قربانی کہتے ہیں۔
- قربانی کے لیے مذکورہ بالا مالیت پر زکوٰۃ کی طرح سال کا پورا ہونا شرط نہیں۔
- جن لوگوں پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے، انہی پر قربانی واجب ہے اور جیسے صدقۃ الفطر اپنی ذات پر واجب ہوتا ہے، اہل و عیال کی طرف سے از خود دینا نفلی عبادت ہے، ایسے ہی قربانی بھی صرف اپنی ذات پر واجب ہے۔ البتہ دوسرے کی طرف سے ثواب کے طور پر یا وکیل بن کر قربانی کرنا درست ہے۔
- کسی کے پاس بالکل مال نہ تھا، لیکن اچانک کسی طرح دسویں کی صبح کو یا بارہویں کو غروب آفتاب سے پہلے مذکورہ بالا مالیت حاصل ہوگئی تو اس پر قربانی واجب ہے۔
- ایسے شخص نے کسی کی غیر موجودگی میں اس کی طرف سے اجازت کے بغیر قربانی دے دی وہ ادا نہ ہوئی، بلکہ غائب پر بدستور واجب رہے گی۔

● صاحب مال آدمی اگر مقروض ہے تو ادائے قرض کے بعد مذکورہ بالا مالیت باقی بچے تو قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

● اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہ تھی اور اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا اور ایسے ہی کسی نے کوئی منّت مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں قربانی دوں گا اور اتفاقاً وہ کام بھی ہوگیا، تو اس پر قربانی واجب ہوگئی لیکن منت والی قربانی کا گوشت خواہ وہ امیر کی طرف سے ہو یا غریب کی طرف سے نہ خود کھانا جائز ہے اور نہ ہی صاحب حیثیت افراد کو کھلانا، کیونکہ منت بھی ایک صدقہ ہے اور صدقہ مساکین اور فقراء کا حق ہوتا ہے، اگر بھول کر کھالیا یا کھلا دیا' تو اتنی ہی مقدار میں مزید گوشت خیرات کرنا واجب ہوگا۔

● مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ البتہ سفر میں کسی جگہ پندرہ دن تک ٹھہرنا ہوگیا تو قربانی واجب ہوگی۔

● دیہات میں رہنے والوں کے لیے نماز عید سے پہلے قربانی جائز ہے۔

● شہر اور قصبوں میں رہنے والوں کے لیے نماز عید ادا کرنے سے پہلے قربانی جائز نہیں۔

● اگر کسی شخص نے قربانی میں اتنی تاخیر کردی کہ بارہویں تاریخ کو غروب آفتاب تک بھی قربانی نہ کرسکا، اگر جانور خرید چکا تھا، تو وہی جانور خیرات کردے، اگر جانور نہیں خریدا تھا، تو ایک بھیڑ یا بکری کی قیمت خیرات کردے۔

● اگر کسی نے قربانی کا جانور پالنے کے لیے کسی کو دے دیا تو پالنے والا اس کا مالک نہیں ہوسکتا، نہ ہی اسے بیچ سکتا ہے۔ بیچنا ہو تو اصل مالک کی اجازت حاصل کرنا ہوگی۔

● قربانی کے جانور:

بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ، دنبی، بیل، گائے، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی' ان چھے حلال جانوروں میں سے ایک قسم کا جانور ہونا ضروری ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر:

اس ترتیب کے مطابق ہونی چاہیے۔ بکرا، بکری' ایک سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسا' دوسال، اونٹ، اونٹنی پانچ سال کا ہونا ضروری ہے البتہ بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی اگر اتفاقاً تندرست اور موٹے تازے ہوں کہ ایک سال کی عمر والے ہم جنسوں میں چھوڑ دینے سے دونوں میں کوئی فرق معلوم نہ ہو، تو ایسے چھے مہینے کے دنبے، دنبی، مینڈھا، بھیڑ کی قربانی جائز ہوگی بصورت دیگر ان کے لیے ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔

قربانی کے جانور کی کیفیت:

قربانی کا جانور خوب صحت مند موٹا تازہ، بے عیب ہونا چاہیے۔ اگر کچھ دبلا پتلا ہو تو جائز ہے لیکن ایسا مریل جانور جس کو سہارا دیکر چلایا جائے، قربانی کے لیے جائز نہیں۔

قربانی کا جانور ان عیوب سے پاک ہونا چاہیے:

ٹوٹے ہوئے سینگ نہ ہوں۔ ایک کان کا تہائی سے زائد حصہ کٹا ہوا نہ ہو۔ اندھا نہ ہو، یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی یا تہائی سے زائد روشنی ضائع نہ ہو۔ جس کا ابتدا سے کوئی دانت نہ ہو۔ جس کی تہائی یا تہائی سے زائد دُم کٹی ہوئی نہ ہو۔ مرض یا

چوٹ وغیرہ کے سبب لنگڑا نہ ہو کہ صرف تین پاؤں پر چل سکے اور چوتھا پاؤں زمین پر نہ رکھ سکے اور گھسیٹتا رہے۔ مادہ حاملہ نہ ہو۔

قربانی کے جانور میں حصہ:

- بکرا، بکری، بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی' ان میں حصہ داری نہیں ہوسکتی، گائے بیل بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات افراد حصہ دار بن سکتے ہیں، سات سے زائد کی قربانی جائز نہ ہوگی۔
- جس جانور میں سات افراد شریک ہوں' سب کو برابر تول کر گوشت تقسیم کرنا چاہیے کمی بیشی سے تقسیم جائز نہیں۔
- قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل سنت اور مستحب ہے' خود نہ کرسکتا ہو تو پاس کھڑا ہونا بہتر ہے، قربانی کے لیے افضل دن دسویں کا ہے۔ باقی دو دنوں میں بھی درست ہے۔ قربانی کا صحیح وقت دن کا ہے' رات کو کرنا بہتر نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات صحیح ذبح نہیں ہوسکتا، ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

● ذبح کے وقت دعا:

﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآاَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ O اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ O﴾

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر جانور کو ذبح کرے اور مکمل دعا یاد نہ ہو تو صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ بغیر تکبیر کہے ذبح کرنا جائز نہیں۔ جب ذبح کر چکے تو پھر یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ ''اے اللہ! یہ قربانی میری طرف سے پسند اور منظور کر لیجیے۔'' اگر اپنے سوا کسی اور کی طرف سے بغرض ثواب یا بطور ادائے فرض دینا ہو تو ''مِنِّیْ'' کی جگہ ''مِنْ'' کے بعد اس شخص کا نام لے' جس کی طرف سے دے رہا ہے۔ پھر آگے یہ الفاظ کہے: کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔

''جیسے کہ آپ نے اپنے پیارے حضرت محمد ﷺ اور اپنے خاص دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قربانی پسند فرمائی۔''

قربانی کی کھال یا اس کی قیمت کا مصرف:

قربانی کے جانور کی کھال قصاب وغیرہ کو مزدوری میں دینا جائز نہیں۔ کھال یا اس کی قیمت مستحقین میں خیرات کر دیں۔ دینی مدارس کے مسافر طلباء بھی اس کے مستحق ہیں۔ عصر حاضر میں طاغوتی اور سامراجی قوتوں کے دینی مدارس کے خلاف عزائم و منصوبوں کو ناکام بنانے اور مدارس کے مالی استحصال کا مقابلہ کرنے کے لیے مدارس ہی ان کا بہترین مصرف ہیں۔

گوشت کی تقسیم:

گوشت کے مختلف حصے کر کے بہتر تو یہ ہے کہ تول کر تقسیم کرے۔ غرباء، مساکین، یتامیٰ، مسافر اور اپنے عزیز و اقارب و احباب سب کو دے۔ کھال، رسی، زنجیر، گھنگرو، جھانجر، دوپٹہ یا گوشت بطور مزدوری دینا جائز نہیں۔ مزدوری نقد طے کرنا چاہیے۔ یہ تمام چیزیں یا ان کی قیمت صدقہ کردے۔

نمازِ عید کے متعلق کچھ باتیں:

شب عید کو نوافل ادا کرنا، توبہ استغفار کرنا، عید کے لیے اوّل وقت میں نہانا، اپنی حیثیت کے مطابق اچھے کپڑے پہننا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا سنت ہے۔ نماز کے لیے ایک راستہ سے جانا اور راستہ بدل کر آنا سنت ہے، راستہ میں ان تکبیرات کا مناسب آواز میں پڑھنا سنت ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ قربانی کرنے والے کے لیے بہتر ہے کہ نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

نمازِ عید:

پہلی رکعت: تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لیں، سبحانک اللّٰھم تمام پڑھیں، پھر تکبیریں کہیں پہلی اور دوسری تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں تیسری تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں، پھر امام قرأت کرے گا، باقی حسبِ معمول پوری کریں۔

دوسری رکعت:

جب امام فاتحہ اور سورۃ پڑھ چکے تو امام کے ساتھ چار تکبیریں کہیں پہلے تین مرتبہ تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیں اور کھڑے رہیں چوتھی تکبیر کہنے پر رکوع میں جائیں۔ باقی ارکان حسبِ معمول پورے کریں اور سلام کے بعد دعا مانگ لیں۔

خطبہ عید:

جیسے جمعہ میں نماز سے پہلے خطبہ سننا واجب ہے۔ اسی طرح عیدین میں نماز کے بعد خطبہ سننا بھی واجب ہے۔ خطبہ سنے بغیر عیدگاہ سے جانا گناہ ہے۔ عیدین کو جماعت کے ساتھ ہی ادا کرنا چاہیے۔ جماعت چھوٹ جانے کی صورت میں عید قضا نہیں ہوسکتی۔

تکبیر التشریق: ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو نمازِ فجر کے بعد سے تیرہویں کی نمازِ عصر تک پانچ دنوں کے وقت کو ''ایام التشریق'' کہتے ہیں۔ ان دنوں میں اکیلے یا باجماعت ہرفرض نماز کے بعد اونچی آواز کے ساتھ ایک بار ''تکبیر التشریق'' کہنا واجب ہے۔ تکبیر یہ ہے: **اللہ اکبر، اللہ اکبر، لاالہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد**

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل اور یوم الحج کا روزہ:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرہ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ اس عشرہ میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔'' (ترمذی وابن ماجہ)

قرآن کریم میں سورۃ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس خاص راتوں کی قسم کھا کر ان کی اہمیت ظاہر فرمائی ہے۔ امت کے جمہور علماء کے نزدیک ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ ذوالحجہ کی آٹھویں اور نویں تاریخ کی درمیانی رات عبادت میں مشغول رہنا اور نویں تاریخ میں یوم الحج یا یوم عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اس رات اور دن کی بڑی فضیلت ہے۔ ۹؍ذی الحجہ کا روزہ رکھنے سے گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان عبادات اور فرائض واجبات کو ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

واللہ الموفق وھو المستعان وعلیہ التکلان

پیری مریدی کا مقصد......حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے تین واقعات

وقائع احمدی سے انتخاب

[امیر المؤمنین مجدد الاسلام والدین سیدنا و مولانا حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کے یوم شہادت (۶ مئی، ۱۸۳۱ء) کو اس برس ۱۸۹ سال گزر گئے، مگر حضرت کے انفاس کی خوشبو اور اعمال کی روشنی آج تک راہ گم کردہ مخلوق کے لیے ہادی و رہنما ہے۔ امام اہلسنت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری کا مصرع ہے کہ ''تیرے خون مطہر کی تعطیر سے آج تک چرخِ مشہد ہے عنبر فشاں'' (یعنی جس جگہ پر آپ کا پاکیزہ خونِ شہادت بہا اس کی خوشبو آج تک ایسی ہے جیسے شہادت گاہ کا آسمان عنبر برسا رہا ہو)۔

جس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سید شہید نور اللہ مرقدہٗ کو اپنے کام کے لیے منتخب فرمایا وہ زمانہ ہندستان میں جہالت کے عروج کا زمانہ تھا۔ (بقول حضرت شاہ ولی اللہ: حجابِ سوئے معرفت چھایا ہوا تھا)۔ عوام تو خیر کالانعام کہلاتے ہیں، خواص اور مدعیانِ علم دین و وراثت نبوی کے حالت جیسی افسوسناک ہو چکی تھی اس کی کچھ مثالیں آپ اس اقتباس میں پڑھیں گے۔

یہ اقتباس ''وقائع احمدی'' نامی ایک بہت غیر معمولی مجموعے سے لیا گیا ہے۔ جب بالاکوٹ میں جہاد فی سبیل اللہ کے دوران سید بادشاہ اور ان کے قدسی رکاب لشکر کے اکابر شہید ہو گئے تو ریاست ٹونک کے والی (جن کے جوانی کے جہادی کارناموں میں سید صاحب بھی شریک رہے تھے) نواب محمد وزیر خان بہادر مرحوم نے سید صاحب کے لشکر کے بقیۃ السیف حضرات کو اپنے ہاں بلا کر مہمان ٹھہرا لیا تھا۔ چونکہ انھیں سید صاحب سے قلبی وابستگی تھی اس لیے ان باقیات و پسماندگان سے مطالبہ کیا کہ وہ سید صاحب کے احوال و آثار کا مجموعہ مرتب کریں۔ جب یہ مجموعہ ایک ضخیم کتاب کی شکل میں مرتب ہو گیا تو اس کا نام ''وقائع احمدی'' ٹھہرا۔ اس کی واحد اشاعت سید صاحب کے والہ و شیدا حضرت نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محنت و اہتمام سے ''وقائع سید احمد شہید'' کے نام سے ہوئی۔

کتاب کے تعارف میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا بیان ہے کہ: ''میں نے 'وقائع احمدی' کے اس دفتر کو جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے لفظ بلفظ پڑھنا شروع کیا، جو وقت اس ذخیرہ کے مطالعہ اور تلخیص میں گزرا وہ عمر کے بیش قیمت ترین لمحات میں سے تھا، قلب پر ان حالات و واقعات کا عکس پڑتا تھا، ان واقعات نے جو سادی پوربی اردو میں بیان کیے گئے تھے بار بار دل کے ساز کو چھیڑا، بار بار آنکھوں کو غسلِ صحت دیا، اہلِ یقین و مقبولین کی صحبت کے جو اثرات بیان کیے گئے ہیں ان واقعات کے مطالعہ اور ان کتابوں کی ورق گردانی کے دوران میں ان کا بارہا تجربہ ہوا، اور صاف محسوس ہوا کہ یہ وقت ایک ایمانی اور روحانی ماحول میں گزر رہا ہے۔ معلوم نہیں کہ ان اللہ کے بندوں کے انفاس قدسیہ اور ان کی صحبت میں کیا تاثیر ہوگی جن کے واقعات کے مطالعہ اور جن کے حالات کے دفترِ پارینہ کی ورق گردانی میں یہ تاثیر ہے''۔

درج ذیل تین واقعات اسی سیدھی سادھی قدیم پوربی اردو میں بیان کیے گئے ہیں اور ان کا موضوع پیر مریدی اور کارخانۂ تصوف کے اصلی مقاصد اور اہداف کا تعین ہے۔ دو واقعات حضرت کے سفرِ بنارس میں پیش آئے اور ایک واقعہ خود سید صاحب کے وطن تکیہ شاہ علم اللہ کے اطراف کا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ ادارہ]

ا:　　حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے تکیہ سے قصبہ سلون میں معہ تمام رفقاء تشریف لے گئے۔ اس قصبہ میں پہلے ایک بزرگ بڑے کامل درویش گزرے، اُن کا مزار پُرانوار بھی وہیں تھا۔ اُنہی کے پوتے پڑپوتے مزار کے خادم اور مجاور ہیں۔ اُن بزرگ مرحوم ومغفور کا حال اُن کے زمانۂ حیات میں جو کچھ تھا حقیقت اُس کی خدا کو معلوم ہے مگر حُسن ظن میرا یوں ہے کہ موافق سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوگا۔ مگر فی زمانہ اُن کے سجادہ نشین میاں کریم عطا صاحب تھے۔ بہت سے افعال خلافِ شرعیہ کرتے تھے۔ چنانچہ موسم عُرس میں اُن کے مزار کے قریب قوال گانے بجانے میں مصروف رہتے۔ اُن کے مرید اچھل کود کر حال لاتے ہیں اور کوزوں میں پانی بھر کر تمام مُرید جمع ہوتے اپنے سروں پر رکھ کر گانے بجاتے مزار پر جاتے ہیں۔ غرض ایسی خرافات واہیات کو اختیار کئے ہوئے تھے۔ جن روزوں حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف فرما ہوئے تھے وہی موسم عُرس کا تھا۔ آپ نے اس بڑی خرافات واہیات کو کریم عطا صاحب جو وہاں کے سجادہ نشین تھے بطور وعظ ونصیحت کے فرمایا کہ تم لوگ درویش ہادی دین ہو، تمہارے اقوال وافعال کو عوام الناس دیکھتے اور اختیار کرتے ہیں۔ یہ جو کچھ ہر سال تم عرس ومیلہ میں کرتے ہو اور اس کے اندر انواع غیر شرعیہ ہوتے ہیں۔ انصاف سے کہو کہ یہ طریقہ موافق سُنت کے ہے یا مخالف؟ اگر موافق ہو پھر تو اسے سب مسلمانوں کو اختیار کرنا چاہیے۔ اُنہوں نے کہا ہم اس کا جواب پھر کسی وقت آپ سے ملاقات کریں گے، تب بتا دیں گے۔ پھر دوسرے روز حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کے پاس بھیجا کہ اس امر میں آپ جا کر اُنہیں تعلیم فرمائیں۔ آپ کے فرمانے سے مولانا ممدوح اُن کے پاس گئے اور کچھ گفتگو اس امر میں کی وہ صاحب اس کا جواب دینے سے قاصر رہے۔ اُن کے ایک خاص مرید نے اُن کے کان میں جھک کر کچھ کہا۔ اُنہوں نے مولانا مرحوم سے کہا اب تو کھانے کا وقت ہے، اب یہ گفتگو کسی اور وقت پر رکھیے۔ آپ نے کہا بہتر اور کسی وقت سہی۔ پھر مولانا صاحب وہاں سے چلے آئے۔ پھر بعد نماز عصر کے کریم عطا صاحب نے اپنا آدمی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔ اُس نے کہا کہ ہمارے میاں صاحب نے آپ کو سلام عرض کیا ہے کہ آج ہمارے اور مولانا عبدالحئی صاحب کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی مگر ہم آپ کی ملاقات کے مشتاق ہیں کہ کچھ کلام ہدایت آپ کی زبان فیض ترجمان سے سنیں اور کچھ آپ کی خدمت میں ہم بھی عرض کریں۔ حضرت نے اُن کے آدمی سے کہا کہ ہمارا بھی سلام اپنے میاں صاحب کو کہنا اور جو کچھ اُنہوں نے کہا ہے بہت خوب ہے۔ کسی وقت ہم اُنکی ملاقات کو آئیں گے۔ پھر حضرت آپ اُن کے مکان پر گئے اور جو کچھ اُنہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عرس ومیلہ وغیرہ کے امر میں گفتگو کی، آپ نے ہر بات کا ان کو ایسا جواب باصواب دیا کہ پھر اُن کو جگہ گفتگو کی باقی نہ رہی۔ لاجواب ہو کر اپنی خطا کے معترف ہوئے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں حق اور سچ ہے مگر ہم کیا کریں یہ عُرس میلہ کا وسیلہ ورواج ہمارے بزرگوں سے چلا آتا ہے اور اس کی آمدنی پر گویا ہماری معاش کا مدار ہو گیا ہے، یہ ہم سے موقوف نہیں ہوسکتا۔ فی الحقیقت یہ افعال واعمال بدعات وخلاف شرع ہیں، ہم لوگ نفس اور شیطان کے بیچ میں آ گئے ہیں، آپ جناب الٰہی میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کو چھوڑ دیں۔ پھر حضرت وہاں سے اپنے مقام پر تشریف لائے، عصر کے وقت کئی مرید خاص کریم عطا صاحب کے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور اپنے لوگوں سے

چھپا کر حضرتؒ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اور کہا کہ جب مولانا عبدالحئی صاحب سے ہمارے پیرو مرشد کریم عطا صاحب گفتگو عرس و میلہ کے امر میں کرتے تھے اس وقت ایک شخص نے کان میں کہا کہ یہ مولانا صاحب عالم ہیں آپ ان سے تقریر میں جیت نہ پائیں گے۔ آپ کو اس باب میں جو گفتگو کرنی ہو تو خود سید صاحب سے کریں اس لیے کہ اُن کو ایسا بہت علم بھی نہیں اور اگر آپ نے ان کو لاجواب کر دیا تو گویا یہ سب لاجواب ہو گئے۔ اس سبب سے انہوں نے کھانے کا بہانہ کر کے مولانا عبدالحئی صاحب سے گفتگو موقوف کی اور آپ کی ملاقات کی درخواست کی۔ پھر جب آپ کی تقریر انہوں نے سُنی تب اُن کو کچھ جواب اس کا نہ بن پڑا اور ناچار ہو کر اپنی خطا کے معترف ہوئے اور فرماتے تھے ہمارا علم کسبی اور سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علم وہبی ہے۔ ہمارے علم کو اُن کے علم سے کیا نسبت؟ یہ کہہ کر اس شخص نے حضرتؒ سے کہا کہ آپ کل کے روز یہاں مقام فرمائیں اس قصبہ کے لوگ اکثر مولانا عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ سننے کے مشتاق ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کل ہم کو جانا ضروری ہے۔ اگر خیر سے اللہ تعالیٰ ہم کو پھر لایا تب مولانا کو سُن لینا۔ مگر آج کی رات جس کو جو کچھ مسئلہ پوچھنا ہو مولانا صاحب سے پوچھ کر تسلی کر لے۔ اور جس کو جو مسئلہ پوچھنا منظور تھا اس نے اُسی رات کو آکر پوچھا اور مولانا صاحب نے جواب باصواب سے اُس کی دلجمعی کر دی۔ اور اُسی رات کو وہاں کے اکثر لوگوں نے آکر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی پھر صبح کو وہاں سے آپؒ نے کوچ فرمایا۔

۲: برسات کا موسم تھا بارش بھی ہو رہی تھی جب شہر بنارس کچھ دُور تھا تب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس شہر میں تاریکی بہت معلوم ہوتی ہے لوگوں نے کہا کس چیز کی تاریکی ہے آپ نے کہا یہاں کفار بت پرست کثرت میں ہیں اور کفار و ہنود کا یہاں غلبہ ہے کفر و شرک کی تاریکی ہے لیکن چلو خدا تعالیٰ سب تاریکی دُور کرے گا۔ پھر جب شہر میں مع الخیر داخل ہوئے لوگوں نے آپس میں کہا کہ یہاں ایک شخص مولوی عبدالقادر صاحب کا بڑا ڈیرہ ہے اُن کے مکان پر اُتریں۔ پھر حضرتؒ نے فرمایا وہ تو ہمارے بڑے دوست اور ہم وطن ہیں مگر ہمارے طریق کے مخالف ہیں اُن کے یہاں اُترنا مناسب نہیں کوئی اور جگہ تلاش کرنی چاہیے۔ کندی گروں کے محلّہ میں ایک مسجد ہے جو مسجد بادشاہی کہلاتی ہے ویران پڑی تھی، بہت کوڑا اور گوبر اُس کے اندر پڑا تھا۔ کسی بادشاہ نے ایک بت خانہ توڑ کر وہ مسجد بنائی تھی۔ آپؒ نے اسی کو صاف کروا دیا اور خوب دھلوایا اور اس میں اترے۔ اس محلّہ کے چند مسلمانوں نے آپؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس شہر میں ایک بڑا گشائیں (ہندو پنڈت) رہتا تھا اُس کے بڑے چیلے بھی اُس کے ساتھ تھے گویا سب ہندوؤں کا گرو تھا۔

حضرتؒ کے وہاں اُترنے سے اُس کے ذکر و فکر اور پوجا وغیرہ میں خلل واقع ہوا اس کا مذکور اس نے اپنے چیلوں سے کیا۔ وہ تعجب سے کہنے لگے کہ یہ خلل کس سبب سے پیدا ہوا ہے؟ اُس پنڈت نے کہا اس شہر میں کئی روز سے ایک سید اُترے ہیں ان کے سبب سے ہمارا کاروبار درہم برہم ہو گیا ہے۔ چیلوں نے کہا کہ اُن کا علم کیا آپ کے علم سے بھی زبردست ہے؟ اُس نے کہا ہاں زبردست ہے۔ انہوں نے کہا اس کی کچھ تدبیر کرنی چاہیے اس نے کہا ہاں کچھ تدبیر کریں گے۔ اور حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ہی اپنے لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ اس شہر میں ایک کافر

گشائیں (پنڈت) بڑا ساحر (جادو کرنے والا) ہے۔اس کے شامت اعمال وافعال سے اس شہر میں بڑی ظلمت ہے۔اور وہ کبھی شاید کچھ شیرینی وغیرہ بطور نذر کے بھیجے تو تم سے کوئی بغیر اجازت کے نہ کھائے۔سو ویسا ہی ہوا دو تین دن کے بعد اُس پنڈت نے اپنے چیلے کے ہاتھ کچھ شیرینی کچھ الا ئچی دانہ اور لونگیں، پان بھیجے۔اُس نے آکر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نذر کیے اور کہا کہ ہمارے فلاں گرو نے بھیجا ہے اور سلام کہا ہے اور عافیت مزاج کی پوچھی ہے۔آپ نے فرمایا اپنے گرو جی کو ہماری طرف سے پوچھو اور جو کچھ تم سے بتائیں ہم کو پہنچانا۔آپ نے پھر اس کو رخصت کیا اور اپنے لوگوں سے فرمایا کہ ہم اسی کے بارے میں کہتے اس شیرینی کو کوئی نہ کھائے اس پر سحر کیا گیا ہے۔پھر اس کو آپ نے زمین میں دفن کر دیا اور فرمایا عجب نہیں وہ ابھی کچھ اور بھی بھیجے یا آپ لائے۔مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے کاروبار کو سست اور بیکار کر دیا اور کارخانہ کاروبار اس شہر میں درہم برہم ہو گیا ہے۔اس شہر پر اس کی ظلمت کو اللہ تعالیٰ نے نور کے ساتھ بدل دیا ہے۔پھر کئی دن کے بعد ایک اور چیلا اُن کا آیا اور کہا گرو جی نے آپ کا مزاج پوچھا ہے اور یہ عرض کیا ہے کہ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو ہم کسی وقت آپ کی ملاقات کو آئیں؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارے گرو جی کے پاس ہم آپ بھی کوئی آدمی بھیجنے والے تھے سو اس عرصہ میں تم آ گئے خوب ہوا۔گرو جی سے کہو کہ سید صاحب کہتے ہیں کہ ہم کو کسی طرح تکلیف نہ ہوگی، آپ شوق سے جب چاہیں تب آئیں۔ہم بھی آپ سے ملنے کے مشتاق ہیں۔پھر اس کو رخصت کیا۔پھر ایک روز آٹھ دس چیلے ساتھ اور ایک خوانچی میں بہت سے بڑے بڑے الا ئچی دانے اور کئی قسم کی مٹھائی کچھ پان حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے کر آپ حاضر ہوا اور خوانچہ آگے دھرا کہ آپ کے نذر ہے۔کچھ دیر تک باتیں کرتا رہا پھر کہا میں آپ سے خلوت (علیحدگی) میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں آپؒ نے فرمایا بہتر۔مسجد کے قریب ایک حجرہ تھا اُس میں اُس کو لے گئے پھر کچھ دیر کے بعد باہر آئے اور اُس پنڈت نے کہا اب تو میں چلتا ہوں پھر کسی وقت آؤں گا۔پھر اس کے جانے کے بعد حضرتؒ نے فرمایا جب یہ پنڈت میرے پاس آکر بیٹھا تو اپنی نسبت کو میرے نسبت پر غالب کرنا چاہا۔مجھ کو اس بات کا کچھ خیال نہ تھا پھر یہ حال مجھ کو معلوم ہوا تب میں نے اپنی نسبت کو اُس کی طرف متوجہ کیا اُسی وقت وہ مغلوب ہو کر گھبرایا اور کہا میں آپ سے خلوت میں کچھ باتیں کروں گا۔پھر وہاں خلوت میں جا کر کہا کہ آپ مجھ کو بھی کچھ تعلیم فرمائیں آپ کی نسبت تو بڑی قوی ہے میری نسبت کو اس نسبت سے کیا نسبت۔آپ بڑے زبردست لوگ ہیں۔میں نے کہا تعلیم تم کو کیا کروں مگر بہتر جو کچھ تمہاری قسمت میں ہوگا دیکھ لینا۔پھر میں نے اس کو توجہ دیا اور پوچھا کہ جو تم کو معلوم ہوا ہو بیان کرو۔پھر جو کچھ اُس نے دیکھا بیان کیا اور بہت راضی ہوا اور کہا کہ آپ سے کچھ اور بھی حاصل کرونگا۔جب آپ اس شہر بنارس کی سرحد میں داخل ہوئے تھے اسی وقت میرے سحر اور کاروبار میں خلل واقع ہونے لگا میں نے جانا کہ اس شہر میں شاید کوئی پنڈت مہاپرس یعنی زبردست صاحب نسبت آیا ہے اس کی نسبت قوی سے خلل میرے کاروبار میں واقع ہوا۔مجھ کو معلوم نہ تھا کہ کوئی بزرگ مسلمانوں میں سے ہے۔پھر جب آپ کا حال مجھ کو معلوم ہوا تب میں نے واسطے خبر کے اپنے چیلے کو بھیجا۔یہ بیان کر کے آپ نے مولانا عبدالحیٔ رحمہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ مولانا صاحب اس پنڈت کی شیرینی کا کیا فتویٰ ہے اس پر وہ کچھ سحر کر کے لایا ہے

اس کولوگ کھائیں یانہ؟ مولانا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اس کا فتویٰ آپ ہی کوخوب معلوم ہے میں اس امر میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر حضرت نے اس شیرینی کوحفاظت کے ساتھ ایک الگ جگہ پر رکھوا دیا۔ پھر دوسرے دن فجر کے بعد آپ نے مسجد میں ایک چادر بچھوائی اوراُس پر شیرینی جابجار کھوائی۔ اسی اثناء کسی نے کہا کہ حضرت اس میں تھوڑی شیرینی برائے امتحان پہلے کسی کتے کو کھلوایئے جو کچھ سحر وغیرہ ہوگا معلوم ہوجائے گا۔ آپ نے فرمایا بھائی صاحب کیا کتے کو اپنی جان پیاری نہیں ہے جونقصان کے امتحان کے واسطے اُس کو کھلائیں؟ کسی بات کا اندیشہ نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے اس کے سحر کواس پر ہٹا لیا اب تم سب بے فکر ہوکر کھاؤ۔ پھر سب نے سب وہ شیرینی بخوبی کھائی اور یہ بھی حضرتؒ نے فرمایا کہ اس شہر میں ہمارے آنے کے سبب پنڈتوں کے کاروبار سحر اوراستدراج معطل اور بے بیکار ہوگئے ہیں اب ان سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ اس کے دوسرے روز وہی پنڈت پھر آیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس کو خلوت میں لے گئے۔ بعد کچھ دیر کے وہاں سے آئے پھر جب وہ پنڈت رخصت ہوا تب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو حال میں نے کہا تھا وہی حال آج اس پنڈت نے آکر ہم سے بیان کیا کہ جب میں آپ کے پاس سے اپنے مکان کو گیا تب اس شہر کے دوتین پنڈت مہاپرس میرے پاس آئے اور کہا کہ گروجی کیا سبب ہے کہ کئی روز سے ہمارا سحر اوراستدراج بالکل بے کار اور نکما ہوگیا ہے؟ میں نے ان سب کو جمع کیا کہ جُدا جُدا میں کس کس کو جواب دوں۔ جب سب پنڈت آچکے تب میں نے اُن کو کہا کہ تمہارا کارخانہ بند ہی ہوگیا خود میرے کاروبار کا بھی یہی حال ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ اس شہر میں کئی روز سے ایک سید صاحب آئے ہیں ان کی نسبت کے پرتو سے یہ ہمارا تمہارا کارخانہ درہم برہم ہوگیا ہے۔ جب تک وہ اس شہر میں رہیں گے یہی حال رہے گا بعد جانے ان کے پھر بھی یہ دیکھنا پڑے گا یہ کاروبار ہمارا تمہارا جاری ہوتا ہے یانہیں۔ اگر پھر جاری ہوگا تو اُنہی کی توجہ اور مہربانی سے ہوگا۔ اب ہم پھر اُن کے پاس جائیں گے جیسا کچھ ہوگا تم سے کہیں گے۔ بعد اُس کے وہ دوسرے دن پھر آیا اور پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خلوت میں لے جاکر اس کو توجہ دیا اوراس نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ باتیں کہیں پھر وہاں سے رخصت ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج یہ پنڈت اس کا شکوہ کرتا تھا کہ اس شہر میں جب تک ہمارا کاروبار جاری تھا ہم کو بھی فائدہ تھا اورلوگوں کو بھی اورلوگ ہمارے معتقد تھے اوراب کچھ کام چلتا نظر نہیں آتا۔ اس سبب سے اب ہمارا یہاں رہنا بھی معلوم نہیں ہوتا۔ اگر آپ مہربانی کریں تو بہتر نہیں تو ہم لوگ یہاں سے اور کہیں چلے جائیں گے۔ میں نے کہا پنڈت جی اس امر میں میرا کیا اختیار کہ تمہارا کاروبار ہوگا یانہ ہوگا۔ تمہارا کارخانہ جدا ہمارا کارخانہ جُدا۔ مگر ہمارا کاروبار جوتم سیکھو تو البتہ اس کو شکوہ کرنا لائق ہے۔ اس نے جانا کہ میں ان کا طریق اختیار نہیں کرسکتا پھر یہ معاملہ کیونکر دُرست ہو۔ آخر کار آج ناامید ہوکر وہ چلا گیا۔ بعد اس کے دوسرے تیسرے روز اس نے اپنے ایک چیلے کو بھیجا۔ اس نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے آکر کہا کہ ہمارے گروجی نے آپ کو سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ اب ہماری یہاں سے جانے کی تیاری ہے۔ پھر یہ حال نہیں معلوم کہ وہ وہاں سے چلا گیا یار ہا، مگر حج کو جاتے ہوئے جب حضرتؒ بنارس میں تشریف لے گئے اور وہاں لوگوں سے اُس کا حال دریافت کیا کچھ پتہ نہ ملا۔ واللہ اعلم بالصواب

۳: مولوی عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی روز اُس مسجد میں وعظ فرمایا جس کا مذکور پیچھے ہو چکا۔ بہت لوگ مسلمان شہر کے خصوصاً اس محلّہ کے مسلمان گُندی گر اور دھوبی وعظ سننے کو آئے۔ اس عرصہ میں جو اُن مسلمانوں کے وہاں ایک پیر تھے انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آنے اور لوگوں کے رجوع ہونے کا حال سُنا تو ایک رنگین رومال اور کچھ مٹھائی کے الا یچی دانہ اپنے خادم کے ہاتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجے۔ اُس خادم نے حضرت سے آ کر کہا ہمارے فلانے پیر و مرشد نے یہ تبرک آپ کو بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ جو آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں مفید نہ ہوگا۔ یہ تمام لوگ ہمارے مُرید ہیں اور یہاں کا رویہ آپ کو معلوم نہیں۔ اگر آپ کچھ فتوحات حاصل کرنے کو آئے ہیں تو ہم سے آ کر ملاقات کریں پھر جو ہم اس کی تدبیر بتائیں وہ آپ عمل میں لائیں تب البتہ کچھ حاصل ہوگا، ورنہ آپ مختار ہیں۔ یہ خرافات واہیات اس خادم کی زبانی سُن کر ہمارے لوگ آپس میں ہنسنے لگے۔ جب وہ خادم تبرک دے کر رخصت ہوا تب کئی صاحبوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اگر اجازت ہو تو ہم دو چار شخص جا کر ان پیرزادے صاحب سے ملاقات کریں اور ان کا کیا طور طریق ہے دیکھیں؟ آپؒ نے فرمایا کیا مضائقہ ہے جاؤ۔ پھر مولوی وحیدالدین سادہ غریبوں کا لباس پہن کر اور کئی آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر ان کے مکان پر گئے اور ان سے ملاقات کی۔ انھوں نے پوچھا کہ آپ ہی اس شہر میں تشریف لائے ہیں اور لوگوں سے بیعت لیتے ہیں؟ مولوی صاحب نے کہا وہ ہمارے پیر و مرشد ہیں ہم تو ان کے ادنیٰ مُریدوں میں سے ہیں۔ لوگوں سے آپ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سُن کر آپ کی ملاقات کو آئے ہیں کہ آپ ہم کو کچھ تعلیم فرمائیں۔ انھوں نے کہا بہت خوب جو کچھ دعا، تعویز، حاضرات وغیرہ ہم کو معلوم ہے بتائیں گے۔ مولوی صاحب نے کہا آپ کو توجہ دینا بھی آتا ہے کہا ہاں کیوں نہیں آتا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ مجھ کو اپنے سامنے بیٹھا کر آپ کو توجہ دیں پھر توجہ دینے کو انہوں نے مولوی صاحب کو بٹھایا اور توجہ دینے لگے اسی حال میں مولوی صاحب نے اپنی نسبت کا پرتو اُن پر ڈالا وہ بے ہوش ہو کر ہو حق مچانے لگے اور اُچھلنے لگے۔ پھر مولوی صاحب نے ان پر اپنا ہاتھ رکھا وہ ہوش میں آئے اور بہت گھبرائے اور شرمندہ ہو کر کہنے لگے کہ تم نے ہم پر کچھ عمل سفلی کر دیا اس سے ہم بے ہوش ہو گئے سو ہم تو ایسے شعبدوں کے معتقد نہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ واللہ ہم نے تو سفلی عملی آپ پر کچھ نہیں کیا اور ہم تو آپ سے فائدہ اٹھانے کو آئے تھے۔ آپ یوں فرماتے ہیں اور کسی وقت آپ ہمارے پیر و مرشد کی ملاقات کو تشریف لے چلیں تو وہاں بھی ہم آپ سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ اسی طرح کی شیریں گفتگو سے اُن کو راضی کیا۔ پھر رخصت ہو کر اپنے مقام پر آئے اور یہ تمام حال حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا۔ پھر دوسرے روز بعد نماز فجر کے کچھ دن چڑھے وہ پیرزادے صاحب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو آئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بہت عزت اور احترام سے بٹھایا اور عافیت مزاج کی پوچھی۔ انہوں نے جو حضرت کو اور ان کے آدمیوں کو دیکھا اور ان کی گفتگو سُنی اُن کے ہوش جاتے رہے کہ یہ لوگ تو اور ہی طرح کے ہیں۔ اور انہی کے دو چار مرید جنہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لوگ ان کو توجہ دے رہے تھے مگر ان کو انہوں نے نہیں پہچانا کہ یہ ہمارے مُرید ہیں۔ یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے باتیں کرنے لگے اور اپنا حال بیان کرنے لگے کہ حضرتؒ سلامت ہماری توجہ معاش یہ ہے کہ تمام

مریدوں کے یہاں چھ ماہی مقرر ہے کوئی ایک روپیہ کوئی دو روپیہ کوئی کم روپیہ دیتا ہے۔ یہ لوگ پیشہ ور ہیں ان سے پنج وقتی نماز کہاں ہوسکتی ہے؟ اسی کی معافی میں یہ ہم کو چھٹے مہینہ موافق مقدور کے کچھ زرنقد نذر کرتے ہیں۔ مگر رمضان کے روزوں کی ہم ان کو بہت تاکید کرتے ہیں۔ اس میں جو کوئی عذر کرتا ہے ہم حقہ پیتے ہیں یا کوئی نشہ کھاتے ہیں ہم سے روزہ نہیں رکھا جاتا ،تو ہم ان سے چھ ماہی کے سوا کچھ اور نقدی یا دو چار دعوتیں وغیرہ ٹھہرا کر کے اُن کو معاف کر دیتے ہیں۔ یہ ہم لوگوں کی گزران کی صورت ہے اگر آپ کو کچھ فتوحات منظور ہوں تو اُس کی یہ راہ ہے جو ہم نے بیان کی اور آگے آپ کو اختیار ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تمام داستان سُن کر فرمایا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں فی الحقیقت اس وقت کے پیروں کا یہی دستور ہے اور اسی آمدنی پر اُن کی گزران ہے۔ مگر یہ طور قرآن وحدیث شریف کے مخالف ہے آپ بھی بغور اس کو دریافت کریں اور ہم مسلمانوں کا طریق تو موافق فرمانے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہیے۔ جو موافق قرآن وحدیث کے ہو اس کو ہم بھی عمل میں لائیں اور آپ بھی اور جو کچھ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق آپ کو معلوم ہو وہ آپ ہم کو تعلیم فرمائیں ہم سیکھیں اور جو ہم کو آتا ہے وہ ہم آپ کو بتائیں وہ آپ مانیں...... ہمارا تو صرف یہ مقصد ہے۔ اور روزی ورزق خدا کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے کہا بیشک یہی حق ہے جو آپ نے فرمایا، اس عرصہ میں وہ دو چار شخص جن کو توجہ دے رہے تھے وہ آئے اور جو کچھ جس نے اپنے مراقبہ میں دیکھا تھا سب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے رُوبرو بیان کیا۔ یہ سُن کر وہ پیرزادے صاحب بھی سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے۔ پھر کئی شخص جنہوں نے اُسی وقت تازہ بیعت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر کی تھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ اُن پیر صاحب کے مُریدوں کو جو تازہ توجہ لے کر آئے تھے توجہ دینے کو کہا۔ پھر انہوں نے اُن کو توجہ دی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیان کرنے لگے کہ ہم نے ایسا ایسا معاملہ دیکھا۔ یہ حال سن کر وہ پیر صاحب بہت حیرت میں ہوئے کہ یہ کیا معاملہ یہ تو مُریدان کے گویا ہر ایک صاحب کمال ہیں، پھر اُنہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت چاہی کہ پھر میں کسی وقت آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوں گا یہ کہہ کر وہ اپنے مکان کو گئے اور رات ہی کو اُس شہر سے مع اہل وعیال کسی طرف بھاگ گئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو منہ نہ دکھایا۔ اور نہ کسی مرید اپنے سے مل کر گئے۔ دوسرے روز کئی مُریدان کے جنہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت نہیں کی تھی ان کو تلاش کرنے لگے کہ ہمارے پیر صاحب کہاں گئے؟ تب دو چار اُن مُریدوں نے جنہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی اُن سے کہا کہ وہ میاں صاحب سید صاحب کی ملاقات کو آئے تھے اور یہاں کا حال اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور سید صاحب سے گفتگو بھی کی تھی شاید کہ اسی ندامت اور پشیمانی سے بھاگ گئے۔ یہ حال سُن کر انہوں نے تمام شہر کے مُریدوں کو خبر کی ہمارے پیر صاحب اسی سبب سے بھاگ گئے۔ وہ سب کے سب اُن سے بے اعتقاد اور طرف حضرتؒ کے رجوع لائے اور سب نے بیعت کی۔ اور کہا کہ ہم تو آج تک اسی کو دین اور اسلام اور خدا کی راہ جانتے تھے جس طریق پر وہ ہم کو چلاتے تھے سو اب ہم کو معلوم ہوا کہ ہم لوگ غلطی پر تھے۔ دین حق اور طریق خدا کا یہ ہے جو آپ تعلیم فرماتے ہیں۔ اب ہم نے اُن سب اگلی باتوں سے توبہ کی، پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دو چار روز کے بعد وہاں سے کوچ فرمایا۔

نعت

حبیب الرحمٰن بٹالوی

رحمت کی تیری گھٹا چاہتا ہوں
میں پہلے سے زیادہ عطا چاہتا ہوں

شہرِ نبی کی ہوا چاہتا ہوں
میں روضے کی خاک شفا چاہتا ہوں

دونوں جہاں میں غنا چاہتا ہوں
میں ذوق ادب کی دعا چاہتا ہوں

عبیدہؓ و طلحہؓ خبیبؓ اور حمزہؓ
زبیرؓ و عمرؓ کی ادا چاہتا ہوں

بدر و اُحد اور ابواء کی وادی
میں غاروں میں غار حرا چاہتا ہوں

مقدس معطر پیمبر ہیں میرے
میں توصیف اُن کی سوا چاہتا ہوں

حضورؐ آپ کا ہوں میں عاجز غلام
مدینے میں تھوڑی سی جا چاہتا ہوں

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SINCE 1968
Manufacture of Quality Furniture, Government Contractors, Electronics & General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
فون نمبر: 061-4552446
Email:saleemco1@gmail,com
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

تاریخ احرار

(تیسری قسط)

مؤلف: مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ، پیش لفظ: ماسٹر تاج الدین انصاری رحمہ اللہ

پیش لفظ:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مجلس احرار اسلام کو پروردگار نے ایسے بلند پایہ ادیب، مخلص قائد اور بے مثال خطیب عطاء کیے تھے کہ دوسری تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں احرار رہنماؤں کا لوہا مانتی تھیں۔ افتادیہ پڑی کہ مجلس احرار کو ابتداء ہی میں ہنگاموں نے گھیر لیا ابھی ایک تحریک ختم نہ ہوتی تھی کہ کوئی دوسرا محاذ کھل جاتا۔ حالات ایسے تھے کہ مدتوں بعد دورِ غلامی کا جمود ٹوٹا، فرزندانِ وطن کے سامنے ملکی اور ملی مسائل کا ایک لا متناہی سلسلہ موجود تھا، ہر محاذ پر عملی اقدام کی ضرورت تھی۔ مسلمانوں میں اس وقت مجلس احرار کے سوا کوئی اور فعال جماعت موجود نہ تھی۔ دوسری جو بھی جماعت تھی میدان عمل میں قدم بڑھانے سے ہچکچاتی تھی۔ دیوانوں کا یہی سرفروش گروہ جسے احرار کے نام سے پکارا جاتا ہے مذہبی ہو یا سیاسی ہر محاذ پر نبرد آزما تھا۔ عملی اقدامات کی کڑیوں کی ایک طویل زنجیر بنتی جا رہی تھی۔ غرضیکہ مجلس احرار کے ذمہ دار اور قابل احترام رہنماؤں کو آئے دن کی مصروفیتوں نے بری طرح الجھا رکھا تھا، میدان کارزار میں احرار کا طوطی بول رہا تھا کہ اچانک موت نے حملہ کیا۔ کسی قافلے کے محبوب سالار یکے بعد دیگرے قافلے کو میدان آزمائش میں بے یارو مددگار چھوڑ جائیں تو اس مجروح دل قافلے کی پریشانی کا کیا حال ہوگا؟ ہوا یہ کہ تقریباً سبھی ذمہ دار رہنما اس انتظار میں دنیا سے رخصت ہوگئے کہ حالات پرسکون ہوں تو مجلس احرار کی تاریخ کے صحیح خط وخال سپرد قلم کیے جائیں تاکہ آنے والی نسلیں صحیح صورت حال سے کما حقہ واقفیت حاصل کرسکیں اور انھیں معلوم ہوسکے کہ اسلام کے مخلص فرزندوں کو خدمت ملک وملت کے میدان میں کن روح فرسا اور حوصلہ شکن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

چودھری افضل حق رحمتہ اللہ علیہ جنھیں مجلس احرار کا دماغ سمجھا جاتا تھا سختی سے محسوس کررہے تھے کہ حالات کتنے بھی ناسازگار کیوں نہ ہوں مجلس احرار کے ماضی کی تاریخ جس حد تک بھی ممکن ہو ضبط تحریر میں آجانا چاہیے مگر جب زبان اور قلم پر قدغن لگی ہو اور قدم قدم پر رکاوٹیں کھڑی کردی جائیں تو کوئی کیا کرے۔ بہر حال چودھری صاحب موصوف نے جرات سے کام لے کر اپنی زندگی ہی میں احرار کے ماضی کی اجمالی صورت پیش کرنے کی کوشش کی۔ مگر ''تاریخ احرار'' لکھتے وقت ہزار احتیاط کے باوجود جو کچھ لکھا اسے حکومت نے من وعن برداشت نہ کیا۔ فرنگی غلاموں اور سرکاری کارندوں کی ملی بھگت نے موصوف کی لکھی ہوئی ''تاریخ احرار'' پر جہاں چاہا خطِ تنسیخ کھینچ دیا۔ سنسر کی تلوار اپنا کام کرگئی اور چودھری افضل حق رحمتہ اللہ علیہ صبر کا تلخ گھونٹ پی کر رہ گئے۔ بات بالکل واضح اور صاف ہے کہ برطانوی کارندے اور اس کے لگے بندھے گروہ مختلف ناموں سے میدان آزادی میں روک ٹوک اور رکاوٹیں کھڑی کرنے لیے موجود تھے۔ حکومت اور اس کے ان کارندوں کے ہاتھ کھلے تھے۔ غریب احرار جو حقیقتاً غریبوں ہی کے نمائندے تھے ہر طرح کی دنیاوی آسائشوں اور آسانیوں سے یکسر محروم تھے۔ احرار کے لیے سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ احرار کو اپنے مرکز یعنی خطۂ پنجاب میں جن طاقتوں سے نبرد آزما ہونا پڑا ان کی پشت پر براہ راست برطانوی اقتدار کا ہاتھ تھا۔ یہی خطۂ پنجاب

ہندوستان میں برطانیہ کی ریڑھ کی ہڈی اور بازوئے شمشیر زن سمجھا جاتا تھا۔ برطانوی سرکار پنجاب کو ہر قسم کی سیاسی آلائشوں سے محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ پنجاب میں ٹوڈیان کرام اور سرکاری پیرانِ عِظام کے علاوہ برطانیہ نے بکمال ہوشیاری وعیاری پیرانِ پیر یعنی اپنے ڈھب کا ایک نبی بھی لا کھڑا کیا اور انھی چند عناصر کے ذریعے پنجاب کو مضبوطی سے جکڑ لیا گیا۔

دورِ غلامی میں خطۂ پنجاب حکومت برطانیہ کا مضبوط قلعہ بن چکا تھا۔ اس طرح نظر بظاہر مسلمان قوم برطانوی اقتدار کے لیے مدد ومددگار اور ایک حد تک قابل اعتماد سمجھی جاتی تھی۔ ان دنوں مسلمانوں کو قوم پرور (نیشنلسٹ) جماعتوں سے دور رکھنے کی انتہائی کوشش کی گئی اس کوشش میں برطانوی حکومت تقریباً کامیاب بھی تھی۔ ایسے مایوس کن حالات میں مجلس احرار ایسی غریب مسلمان جماعت کا نعرۂ حق بلند کرتے ہوئے میدان کارزار میں اُترنا نارِ نمرود میں کودنے کے مترادف تھا، مگر خلوصِ نیت سے اللہ پر بھروسا کر کے اسلام کی سربلندی اور ملک وملت کی فلاح کے لیے کام کیا جائے تو خلاف توقع کامیابی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ چودھری افضل حق رحمتہ اللہ علیہ نے احرار کے ماضی پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے عام فہم زبان اور قلم حق رقم سے احرار کی تاریخ جن مجبوریوں میں لکھی ہے اسے بیتے دنوں اور جنگ آزادی کے ابتدائی دور کی دلدوز اور خونچکاں داستان کا ہلکا سا عکس سمجھئے، واقعات اور حالات چونکہ مجملاً آ گئے ہیں اب یہ بات قطعی نامناسب معلوم ہوتی ہے کہ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کی جائے۔ حالات کی ناسازگاری اور مشکلات کا ہجوم نہ ہوتا تو چودھری صاحب کیا کچھ لکھنا چاہتے تھے۔ اور وہ احرار جاں فروشوں اور کفن بردوش مجاہدوں کے کارناموں کو الفاظ کا کتنا خوب صورت جامہ پہناتے آزادی کے ساتھ موصوف اپنی تحریر کے اچھوتے انداز میں جو کچھ لکھتے ان کی وہ تصنیف ایک نادر دستاویز کی صورت میں موجود ہوتی! مگر

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

چودھری افضل حق رحمتہ اللہ علیہ جنگ آزادی کے انجام اور آفتاب آزادی طلوع ہونے سے قبل ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کے بعد......

پھر ان کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

مجلس احرار کو آزمائش کی انتہائی خطرناک راہوں سے گذرنا پڑا۔ آرزوئیں اور امیدیں غم کے بوجھ تلے دب گئیں۔ بندے جو کچھ سوچتے ہیں وہی کچھ جوں کا توں ہو جائے تو بندے خدا نہ بن جائیں۔ وہی ہوتا ہے جو اللہ کو منظور ہو، جماعت احرار کے لیے جو کچھ لکھا گیا ہے جماعت نے اسی کو غنیمت سمجھا اور خدا کا شکر ادا کیا۔ چند سال قبل کی بات ہے احباب نے مجھ سے تقاضا کیا کہ چودھری صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ماضی کے حالات تو قلم بند کر دیئے ہیں اس کے بعد کے حالات اور واقعات ضبطِ تحریر میں آ جانا چاہئیں جب اس تقاضے نے زور پکڑا تو میں اپنی استطاعت کے مطابق سرگذشت کے عنوان سے لکھنے بھی بیٹھ گیا۔ ابھی اپنی سیاسی زندگی کے ابتدائی دور کے واقعات ہی قلم بند کیے تھے تو مجھے معلوم ہوا کہ شیخ حسام الدین مرحوم تاریخ احرار لکھنے کے لیے آمادہ ہو گئے ہیں میرا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ میں نے جو کچھ لکھا تھا اسے لپیٹ کر رکھ دیا۔ انھی دنوں آغا شورش نے شیخ صاحب سے تبادلہ خیال کیا۔ طے یہ پایا کہ شیخ صاحب لکھاتے جائیں اور کوئی سمجھ دار پرانا ساتھی لکھتا جائے۔ اس کے بعد مسودہ پر ذمہ دار احباب نظرِ ثانی کر لیں اور مکمل تاریخ احرار شائع کر دی جائے۔ کافی غور وخوض کے بعد فیصلہ یہ ہوا کہ اشرف عطا صاحب

روزانہ دو گھنٹے شیخ صاحب کے درِ دولت پر جا کر اس کارِ خیر میں ہاتھ بٹائیں۔ بدقسمتی سے اس فیصلے کے بعد اچانک شیخ صاحب تنفّس کے دورے میں مبتلا ہو کر صاحبِ فراش ہوگئے اشرف عطا صاحب روزگار کے سلسلے میں گوجرانوالہ چلے گئے اس طرح یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ واحسرتا کہ تنفس کے یہ نامراد دورے بالآخر احرار کے بہادر جرنیل اور قابل فخر رہنما شیخ حسام الدین مرحوم کے لیے موت کا پیغام بن گئے اور مجلس احرار کا لٹا پٹا قافلہ موت کی چیرہ دستیوں سے مضمحل ہو کر رہ گیا۔ اناللّٰہ و انا الیہ راجعون.

چودھری افضل حق رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف ''تاریخ احرار'' اب تقریباً نایاب ہوچکی ہے اس لیے احباب نے ضرورت محسوس کی کہ دوسری جلد کی ترتیب وتدوین سے قبل چودھری صاحب کی لکھی ہوئی ''تاریخ احرار'' دوبارہ شائع کر دی جائے تا کہ میدان سیاست کے نو واردوں کو کچھ تو معلوم ہو کہ قصر آزادی کی بنیادوں میں کن غازیان اسلام کے مقدس خون اور ہڈیوں سے کام لیا گیا۔ احرار کے جانبازوں نے آزادی کی ابتدائی منزل کو کس بے جگری سے پار کیا اور احرار کے جیالے رضا کاروں نے کس طرح کفر پر مسلمانوں کے رعب کا سکہ جمایا؟

ایک اندیشہ: مجھے اب بھی اندیشہ ہے کہ ہمارے بعض دیرینہ کرم فرما ''تاریخ احرار'' سے اپنے مطلب کے تراشے کاٹ چھانٹ کر حسب سابق تنقید کے زہر آلود تیروں سے احرار کو چھلنی کرنے اور احرار کے خلاف ناانصافی سے کام لیتے ہوئے پراپیگنڈا کرنے کی ناکام کوشش کریں گے۔ چودھری افضل حق رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں ایک بار اس قسم کی بے ہودگی اور ناانصافی سے کام لے کر یہ پراپیگنڈا کیا گیا تھا کہ احرار تو پاکستان کو پلیدستان کہتے ہیں یہ دیکھ لیجیے کہ ان کے لیڈر کی اپنی تحریر میں ''تاریخ احرار'' کے فلاں صفحے پر واضح الفاظ میں یہ فقرہ موجود ہے۔ ایسے لوگ آج بھی موجود ہیں اور جب تک مرزائیت کا طلسم ٹوٹ نہیں جاتا وہ بڑی عیاری سے مسلمانوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے لیے احرار کے خلاف چھینٹا بازی کرتے ہی رہیں گے مگر حق کبھی باطل سے دبا نہیں ہے۔ احرار کے جری اور بہادر رہنماؤں نے ہمیشہ حق بات کہی اور ہمت ومردانگی سے اس کی سزا بھی بھگتی، وقت پر مسلمانوں نے دشمن کے پراپاگنڈے سے متاثر ہو کر احرار کو جھٹلایا مگر وقت گذر جانے پر ساری قوم وہی بات دہرانے لگی جو احرار نے ابتدا میں کہی تھی۔ مسجد شہید گنج کے واقعے ہی کو لیجیے۔ اب مسجد شہید گنج کی مسمار شدہ عمارت جوں کی توں موجود ہے مسجد گرا کر انگریز چلا تو گیا مگر جاتے جاتے مسجد کا ملبہ احرار پر گرا دیا گیا۔ اس سنگ دلانہ واقعہ کے بعد کسی نے احرار کے مخالفین کو یہ نہ پوچھا کہ بھلے لوگو بیگانی شہ پر حکومت میں کعبے کی بیٹی کا ماتم کرتے تھے اب تو اپنی حکومت اور اپنا راج ہے کعبہ کی بیٹی کا کیا بنا؟ بھولی بھالی جذباتی قوم اپنے ہی مخلص خادموں کو ذبح کر کے اب کہتی ہے کہ احرار سچ تو کہتے تھے۔ برطانوی حکومت اور اس کے کارندوں نے مسلمانوں کو دھوکے میں مبتلا کر کے احرار کے خلاف خطرناک چکر چلا دیا تھا وقت گذر گیا احرار شکوہ نہیں کرتے کہ اپنوں نے بیگانوں کی جھوٹی بات سن کر اپنے سچے اور مخلص خادموں کو بلاقصور بے عزت کیا اور قوم کے مخلص مجاہدوں کی راہ میں کانٹے بکھیر دیئے ایسا تو ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا جسے خدا اور رسول کی خوشنودی کے لیے خدمت کرنا مقصود ہے اس کو ان مشکل اور صبر آزما راہوں سے گذرنا ہی پڑے گا۔

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

دردمندانہ گذارش: ''تاریخ احرارا'' کا مطالعہ کرتے وقت یہ خیال رہے کہ چودھری افضل حق رحمتہ اللہ علیہ نے پاکستان

کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے جن خیالات کا اظہار کیا ہے یہ ان دنوں کی بات ہے جب مسلم لیگ قرارداد لاہور کے ذریعے مطالبہ پاکستان کا اعلان کرنے کے بعد پاکستان میں طرزِ حکومت کی بحث میں الجھ رہی تھی۔ مجلس احرار نے انھی دنوں یعنی ۲۶ راپریل ۱۹۴۳ء کو اجلاس سہارن پور میں حکومت الٰہیہ کی مندرجہ ذیل تجویز منظور کر کے اپنی جماعتی پالیسی کا اعلان کر دیا۔

حکومت الٰہیہ زندہ باد:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. نَحْمدہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

''مجلس احرار اسلام حکومتِ الٰہیہ کے قیام کی خواہاں ہے''

مجلس مرکزیہ احرار اسلام ہند کا اہم فیصلہ

اکھنڈ بھارت پاکستان اور آزاد پنجاب کے بارے میں اظہارِ خیال

''مجلس احرار اسلام ہند نے اپنے اجلاس سہارن پور میں ۲۶ راپریل ۱۹۴۳ء کو موجودہ ملکی و سیاسی صورت حالات کے پیشِ نظر مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی۔

مجلس احرار اسلام ہند نے اکھنڈ بھارت پاکستان اور آزاد پنجاب وغیرہ سکیموں کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جنگ عالم گیر کی تباہ کاریوں اور جنگی رقبوں سے ہزاروں میل دور علاقوں میں جنگ کے تکلیف دہ اور فتنہ زا اثرات پر دھیان دیتی چلی آئی ہے۔

مجلس تمام غور و فکر کے باوجود اپنے آپ کو اپنا یہ پرانا مسلک چھوڑنے پر آمادہ نہیں پاتی کہ ہندوستان کی سیاست کا پیچیدہ مسئلہ بہر حال اس ملک کے رہنے والے لوگوں کے درمیان امن و اعتماد باہمی کے ذریعے ہی حل ہو سکتا ہے۔ اس لیے مجلس ان تمام سکیموں کے حامیوں سے بھی عرض کرنا چاہتی ہے کہ اکھنڈ بھارت پاکستان یا آزاد پنجاب جیسی کوئی سکیم بھی باہمی اعتماد کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی اور اگر کسی فریق کا یہ خیال ہے کہ وہ انگریزی حکومت کے سہارے سے اپنی کوئی سکیم منوا سکتا ہے۔ تو اسے یہ حقیقت فراموش نہ کرنی چاہیے کہ انگریزی بمباروں کے سہارے جو سکیم بھی منوائی جائے گی وہ انگریز کی غلامی پر مجبور کرے گی اور اسی وقت تک قائم رہ سکے گی جب تک اس غلامی کا طوق گراں بار موجود ہو۔

ایسے اکھنڈ بھارت پاکستان اور آزاد پنجاب کے نمونے ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں انگریزی حکومت کی آمد کے وقت سے موجود چلے آ رہے ہیں۔ اس لیے سیاسیین ہند کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی گرم روی میں ایسے حالات پیدا نہ کریں جو بالآخر چند ایک اور مجبور و محصور ریاستیں ہندوستان میں پیدا کر دیں اور بس۔

اندریں حالات مجلس احرار اسلام اپنی روش کا اظہار ان الفاظ میں کر دینا مناسب سمجھتی ہے:

(۱) مجلس احرار اسلام کو کسی ایسی تحریک سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی جس کی کامیابی کے لیے لندن کے طواف کی ضرورت یا انگریزی سنگینوں کی احتیاج ہو۔

(۲) مجلس احرار اسلام اس حقیقت کو نظر انداز کرنے کے لیے تیار نہیں کہ ہندوستان میں ایک مرکز قائم کیا جائے یا زیادہ اور اس کے صوبوں کی موجودہ تقسیم کو روا رکھا جائے۔ یا اس میں تبدیلی کرنے کی خواہش ہو ہر حالت میں صلح جویانہ عہد و پیمان

اور امن و آشتی کا ماحول ہی بہترین فیصلہ میں مدد دے سکتا ہے۔

(۳) مجلس احرار اسلام اس منافرت انگیز پراپیگنڈا کو جو کسی طرف سے بھی کیا گیا ہے یا کیا جارہا ہے ہندوستان کے مستقبل یا اکھنڈ بھارت یا پاکستان یا آزاد پنجاب وغیرہ کے قیام کے لیے مہلک سمجھتی ہے اور اس لیے ہر اسکیم کے حامیوں سے درخواست کرتی ہے کہ وہ ملک کی فضا کو مسموم کرنے والی تقریروں تحریروں اور دیگر پراپیگنڈا سے باز رہیں اور اپنے راستے میں خود ہی کانٹے نہ بوئیں۔

(۴) مجلس احرار اسلام زمانہ کے موجودہ حالات میں فیصلہ کر چکی ہے کہ اب ہمیں ملک کو اندرونی فساد کے فرقہ وارانہ یا اقتصادی خطروں سے بچانے کی ضرورت ہے اس لیے اسی کام پر اپنی پوری توجہ مرکوز کرنی چاہیے پس جہاں مجلس اس وقت حکومت سے متصادم نہیں ہے وہاں وہ مذہبی یا سیاسی اختلاف کی بنا پر بھی کسی فریق یا جماعت سے تصادم مناسب نہیں سمجھتی اور جہاں وہ ہندو سکھ یا عیسائی وغیرہ سے تصادم یا فتنہ انگیز اختلاف مناسب نہیں سمجھتی وہاں وہ مسلمانوں کے درمیان خانہ جنگی پیدا کرنا ہرگز ہرگز پسندیدہ تصور نہیں کرتی۔

(۵) گو مجلس موجود وقت میں حکومت برطانیہ سے کوئی مطالبہ کرنا پسند نہیں کرتی اور اپنی قسمت کو اللہ کے سپرد کرنا زیادہ مناسب سمجھتی ہے پھر بھی وہ ہندوؤں اور مسلمانوں یا مسلم لیگ اور کانگریس کے سمجھوتے کی راہ میں سنگ گراں بننے کی خواہش مند نہیں ہے اسے ایسے سمجھوتوں سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں تاہم جو لوگ اس وقت سمجھوتے کی کوشش کرنا چاہیں وہ ان کو روکنا بھی پسند نہیں کرتی۔ ان حالات میں وہ سمجھوتے کی علیحدہ کوشش کر کے مسلمانوں میں باہمی خلفشار کو ہوا دینا نامناسب سمجھتی ہے اور واضح کر دینا چاہتی ہے کہ جو کوئی سمجھوتا چاہتا ہے وہ بے شک مسلم لیگ سے اور جس کسی جماعت سے چاہے باتیں کرے لیکن وہ مجلس احرار سے امید نہ رکھے کہ وہ ایسے مخمصوں میں پھنس کر مسلمانوں میں باہمی خانہ جنگی کا دروازہ کھولے گی۔

(۶) مجلس احرار اسلام واضح کر دینا چاہتی ہے کہ اس کا نظریہ یہ نہیں ہے کہ کسی جغرافیائی یا نسلی یا لسانی وغیرہ حدود کو قائم کرنا یا برقرار رکھنا مسلمان کا مذہبی یا حقیقی اور قطعی فریضہ ہے بلکہ ہر حالت میں خدا اور رسول کی دکھائی ہوئی راہ پر چلنا دنیا میں نیکی سے رہنا ،نیکی سے تعاون کرنا، نیکی کی حکومت قائم کرنا اور نیکی کو رواج دینا ہی خلقت انسانی کی خداوندی حکمت و مصلحت ہے اور مجلس احرار اسلام دنیا کے جس حصہ میں بھی ممکن ہو حکومت الٰہیہ کے قیام کی خواہاں ہے تاکہ دنیا کو دکھایا جاسکے کہ اسلام کے زریں اصولوں پر کاربند ہو کر کس طرح دنیا کے مصائب کا علاج کیا جاسکتا ہے اور دنیا و آخرت میں فلاح کی صورت پیدا کی جاسکتی ہے؟

اس ضمن میں مجلس احرار اسلام یہ واضح کر دینا بھی مناسب سمجھتی ہے کہ کسی علاقہ میں محض مسلمانوں کی اکثریت یا افراد کے ہاتھوں میں حکومت کا آجانا حکومت الٰہیہ کا مترادف نہیں بلکہ ایسی شخصی یا جماعتی حکومتوں نے جو اسلام کے نام پر اپنی اغراض کی تکمیل کے درپے رہیں۔ اسلام کے روئے روشن پر دھبا لگایا اور دنیا کو اسلام سے متنفر ہونے کی گنجائش دی مجلس کسی ایسے تجربہ کو دہرانے کے لیے مسلمانوں کی دین سے بے بہرہ کسی جماعت یا گروہ کے ہاتھ حکومت دے کر مطمئن نہیں ہوسکتی اور وہ مسلمانوں سے پرزور درخواست کرتی ہے کہ وہ اس بارے میں اپنی ذمہ داریوں کا فوری اور کلی احساس کریں اور اپنی نگاہ سے حکومت الٰہیہ کو اوجھل کر کے اسلام کے نام پر الحاد و زندقہ کے فروغ کا موقع نہ دیں بلکہ سب مسلمانوں کو اطاعت خدا اور رسول پر کمر بستہ ہونے کی تلقین و تاکید کریں''۔

دیگر سیاسی جماعتوں سے اشتراک رکنیت کا خاتمہ

دوسری قرارداد جو مجلس مرکزیہ احرار اسلام ہند نے سہارن پور میں ۲۶/ اپریل ۱۹۴۳ء کو منظور کی: ''مجلس احرار اسلام

ہند کا یہ اجلاس طے کرتا ہے کہ مجلس احرار اسلام کا کوئی ابتدائی ممبر کسی دیگر سیاسی جماعت کا ابتدائی ممبر نہ بنے تا کہ مختلف سیاسی جماعتوں کے اشتراک سے باہمی کشمکش کا سبب پیدا نہ ہو سکے''۔

حکومت الٰہیہ کی قراداداور واضح پالیسی کے اعلان کے بعد مجلس احرار کتاب وسنت اور اسوۂ صحابہ کے مطابق اسلامی آئین کی تشریح کرتے ہوئے مسلم عوام کو حکومت الٰہیہ کے خط وخال سمجھانے میں مصروف ہوگئی پراپا گنڈا جاری تھا مجلس احرار کے سحر بیان مقرر واضح الفاظ میں قیام حکومت الٰہیہ اور عوامی حقوق کی مساویانہ اسلامی تقسیم کا مژدہ سناتے وقت ایک خدشے کا اظہار کرتے تھے وہ یہ بات برملا کہتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ نئی بننے والی قومی حکومت میں اسلام کے نام پر کوئی سراسر غیر اسلامی نظام اور دستور مسلط کر دیا جائے اور مسلم عوام کے حقوق ہندو سرمایہ داروں سے چھین کر مسلمان سرمایہ دار کے سپرد کر دیئے جائیں اور غریب مسلم عوام منہ تکتے رہ جائیں۔احرار کے اس جائز اور خالص اسلامی مطالبے پر مسلم لیگ کا سرمایہ دار طبقہ بدک رہا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ احرار کی یہ بنیادی بات عوام کے ذہن نشین ہو جائے یہی سرمایہ دار طبقہ احرار اور مسلم لیگ کے درمیان حدِ فاصل بن کر کھڑا ہو گیا ورنہ مسلم لیگ اور احرار کا مطالبہ لازم وملزوم کی حیثیت رکھتا تھا یعنی پاکستان کے بغیر حکومت الٰہیہ قائم نہ ہو سکتی تھی اور حکومت الٰہیہ کے بغیر پاکستان شرمندہ معنی رہتا۔مسلم لیگی سرمایہ داروں کی مخالفت کے باوجود احرار نے بالآخر اپنے حلقہ اثر میں پاکستان کی حیثیت کے بارے میں ہر قسم کی بحث ختم کرتے ہوئے ذمہ داری سے یہ اعلان کر دیا کہ لفظ پاکستان دکھی دلوں کی پکار ہے اس کی مخالفت یکسر ختم کر دی جائے مطلب یہ کہ احرار کا جائز مطالبہ سرمایہ دار طبقہ اگر نہیں مانتا نہ مانے سرمایہ دار طبقے کا قبضہ ہوتا ہے تو ہو جائے عوام کے حقوق کے لیے پاکستان بن جانے کے بعد بھی خاطر خواہ تصفیہ کی صورت پیدا ہو سکتی ہے مسلم لیگ کے سرمایہ دار طبقے اور احرار کی نزاع کی اصل بنیاد مساویانہ تقسیم حقوق تھی ورنہ احرار خود ہندو ذہنیت کی تنگ دلی سے سخت نالاں تھے احرار کا جذبہ ناراضگی کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی جس کی واضح اور ناقابل تردید شہادت یہ ہے کہ تحریک خلافت کے خاتمہ پر مجلس احرار کی بنیاد رکھنے والے تمام مسلم زعماء خصوصاً پنجاب سے تعلق رکھنے والے اکابر ایک ایک کر کے کانگریس کی ورکنگ کمیٹی اور پھر آخر میں اس کی رکنیت سے بھی مستعفی ہوگئے چنانچہ ۱۹۲۹ء میں کانگریس کے اجلاس کراچی سے واپسی پر چودھری افضل حق مرحوم نے مستعفی ہو کر ہندو ذہنیت سے بیزاری اور مسلمانوں کے لیے تحفظ حقوق کی جداگانہ تحریک و جماعت سازی کی ضرورت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔اور اسی سال ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو مجلس احرار اسلام ہند کی بنیاد رکھ دی گئی بہر حال مجلس احرار کے بیدار مغز اور دوراندیش رہنما چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ نے مستقبل کے خطرات کی صرف نشاندہی کی تھی اور وہ نشاندہی کسی بدنیتی پر مبنی نہ تھی انصاف سے کام لیا جائے تو آج بھی ہر منصف مزاج پاکستانی مسلمان چودھری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خدشات کی اہمیت کو محسوس کرے گا موصوف نے پاکستان اور اکھنڈ ہندوستان کے بارے میں اسلام کے تقاضوں کے عین مطابق اصولی بحث کی ہے اور یہ بحث بھی ایسے نازک دور کی بحث ہے جب ہم برطانوی سامراج کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے تنگ دل ہمسایہ بہت بڑی عددی اکثریت رکھنے کے باوجود مسلمان اقلیت کے حقوق تسلی بخش صورت میں طے کرنے پر آمادہ نہ تھا مجلس احرار جس نے وطن عزیز کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے غیر مسلموں سے کم قربانیاں نہ کی تھیں مسلم حقوق کے تحفظ کے لیے اسی طرح بے چین تھی جس طرح ایک مسلمان جماعت کو ہونا چاہیے تھا یہ الگ بات ہے کہ مجلس احرار کا اندازِ فکر دوسروں سے جدا تھا مگر حق طلبی میں احرار کا نقطہ نظر خالص اسلامی تھا۔کیا یہ درست نہیں کہ اسلام عوام پر خدا

کی حاکمیت قائم کرتا ہے اسلام مال و دولت کی مساویانہ تقسیم کا قائل ہے اور غریب عوام کو عقیدہ جان اور مال جیسے بنیادی حقوق کا تحفظ حاصل ہونا چاہیے اور کیا برسوں پہلے مسلمانوں کے لیے ان اصول پر مشتمل پاکیزہ نظام زندگی برپا کرنے کی غرض سے مسلم لیگ سمیت تمام مسلمان جماعتوں کو قیام حکومت الٰہیہ کا نعرہ لگا کر مجلس احرار نے اک مرکز پر جمع ہونے کی دعوت نہیں دی۔ مگر احرار کی اسی حق پسندی کو جھوٹے پراپیگنڈے کے زور پر غداری سے تعبیر کیا گیا اور احرار کے خلاف مخالفت کی آندھی چلائی گئی۔

آج ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ احرار نے سلطنت سے پہلے اس کے لیے نظام زندگی اور آئین کا مسئلہ طے کرنے کی تجویز پیش کر کے اور اس کے لیے پر امن اور مثبت تحریک چلا کر مسلم عوام کے دکھیا دلوں کی صحیح ترجمانی کی تھی یا نہیں اور جن لوگوں نے اقتدار پر براجمان ہونے کے بعد قوم کو دستوری مسئلہ کے جنجال میں پھنسانے کا پروگرام بنایا تھا کیا انھوں نے بیس برس گذرنے پر بھی اپنا وعدہ پورا کیا؟ عوام ہندو سرمایہ داری کے پنجے سے نکل کر مسلمان کے لیے سرمایہ داروں کے چنگل میں پھنسنے سے بچ گئے؟ دولت کی منصفانہ تقسیم ہو گئی؟ عوام کے حقوق کا تحفظ ہو گیا؟ کیا مسلمانوں کو ان کی زندگی کی سب سے بڑی متاع ان کے دین و دنیا کی مشکلات کا صحیح حل کتاب و سنت اور اسوہ صحابہ کے مطابق خالص اسلامی نظام نافذ کیا گیا؟ اور کیا پاکستان مسلم لیگ کے نعروں اور دعویٰ کے مطابق اصلی اور حقیقی پاکستان بن گیا ہے؟ ظاہر ہے کہ ان تمام سوالات کا جواب واضح اور مکمل نفی میں ہے گویا احرار کا خدشہ آج واقعہ اور ناقابل تردید حقیقت بن کر سامنے آ چکا ہے لیکن غیروں کے اس جرم پر بھی غریب احرار ہی کو سزا کا مستحق سمجھا گیا ہے۔

آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے؟

اب آپ ''تاریخ احرار'' کا مطالعہ فرمائیں اور دیکھیں کہ اس جماعت نے بے سروسامانی میں خدمت خلق کا بیڑا اٹھا کر کتنی خدمت کی اور اسے کن کٹھن منزلوں سے گذرنا پڑا مجلس احرار غریبوں کی جماعت ہے یہ غلطی بھی کر سکتی ہے مگر سوال نیت کا ہے ہوسکتا ہے کہ ''تاریخ احرار'' کے مطالعہ کے بعد بعض حضرات آج بھی احرار کی رائے یا عمل کے کسی حصے سے اختلاف کریں مگر اختلافِ رائے کا کیا یہ طریقہ مناسب ہے کہ احرار کی تمام قربانیوں پر خط تنسیخ کھینچ کر مرزائیوں کو احرار کے خلاف پراپیگنڈے کا موقع بہم پہنچایا جائے مجھے اس گذارش کی اس لیے ضرورت محسوس ہوتی کہ ابھی حال ہی میں امت مرزائیہ نے ''تاریخ احمدیت'' کی ساتویں جلد میں اس قسم کی تمام تحریریں جو مسلمانوں کے نام سے احرار کے خلاف لکھی گئیں درج کر کے دنیا پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں میں صرف احرار ہی ایک ایسی جماعت ہے جو قادیانی نبوت کے خلاف پراپا گنڈا کرتی ہے مگر مسلمان قوم اس جماعت کے بارے میں رائے نہیں رکھتی۔ امت مرزائیہ کے پاس احرار کے معقول اعتراضات کا کوئی جواب نہیں ہے اس لیے ذمہ دار مرزائی حضرات براہ راست کوئی جواب نہیں دیتے البتہ نہایت عیاری اور چالاکی سے وہ مسلمانوں ہی میں سے کسی ایک کو بہکا کر احرار کے خلاف اوٹ پٹانگ لکھوا لیتے ہیں اور پھر اسے پمفلٹ اور اخبارات کے ذریعے اچھالتے ہیں اس لیے دردمندانہ گذارش ہے کہ ''تاریخ احرار'' پر رائے کا اظہار کرتے وقت احرار کی مشکلات اور حالات کی ناسازگاری کو نظر انداز نہ کیا جائے۔۔۔ وما علینا الا البلاغ.

خادم احرار: تاج الدین

شب پنج شنبہ: ۲۱/۷/۸۷ھ مطابق ۲۶/۱۰/۶۷ء

دفتر مجلس احرار اسلام پاکستان بیرون دہلی دروازہ لاہور

مفکرِ اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۲

سید محمد کفیل بخاری

گزشتہ شمارے میں حضرت علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ پر لکھے گئے تعزیتی شذرے میں آپ کی تکمیل تعلیم کے ضمن میں جناب ابن الحسن عباسی صاحب کی روایت نقل ہوئی تھی کہ علامہ صاحب دارالعلوم دیوبند کے فاضل نہیں تھے۔ راقم نے یہ بھی عرض کی تھی کہ حضرت علامہ کے کوئی شاگرد آپ کے سوانحی حالات قلم بند فرمادیں تاکہ نئی نسل اُن سے استفادہ کر سکے۔ اللہ بھلا کرے محترم قاری عبدالرشید (اولڈہوم) کا جنھوں نے حضرت علامہ رحمہ اللہ کے مختصر اور مستند سوانحی حالات مرتب کر کے قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت علامہ کے یہ حالات اُن کی زندگی میں ماہنامہ ''الصیانہ'' لاہور میں شائع ہوئے، انہوں نے مطالعے کے بعد ان کے صحیح ہونے کی تصدیق فرمائی آپ کی تکمیل تعلیم کے حوالے سے قاری صاحب لکھتے ہیں:

''تکمیل علوم دینیہ یعنی دورۂ حدیث شریف 44/1943 کو دارالعلوم دیوبند سے شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہ کر کیا۔ بعد از فراغت آپ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے ساتھ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اکتساب علم کیا۔ قیام پاکستان کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور میں بھی دورہ حدیث کے اسباق میں شرکت فرماتے رہے۔

آپ کے اساتذۂ کرام میں مولانا سید حسین احمد مدنی، علامہ شبیر احمد عثمانی حضرت مفتی محمد حسن، مولانا رسول خان، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہم اللہ شامل ہیں''

حضرت علامہ خالد محمود رحمہ اللہ کو میں نے سب سے پہلے 1970 کی دہائی میں جامعہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسے میں سنا۔ تب ان کی داڑھی سیاہ تھی۔ ہماری رہائش جامعہ میں ہی تھی اور تقریباً پچیس سال خیر المدارس میں قیام رہا۔ آپ اپنے خطاب میں ایسے علمی موتی پروتے جو کسی کتاب میں پڑھنے کو نہ ملتے۔ علمی استدلال اور نکتہ آفرینی تو ان پر ختم تھی۔ 1980ء اور 1990ء کے دہائیوں میں وہ گاہے گاہے جامعہ خیر المدارس تشریف لاتے رہے۔ دورہ حدیث کے طلباء میں ان کے اسباق و درس میں بہت علمی و قیمتی باتیں سننے کو ملیں۔ باطل فرقوں اور فتنوں کا رد ایسے انداز میں کرتے کہ باید و شاید۔

آپ جب بھی ملتان آتے تو جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری اور حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہما اللہ سے ملاقات کے لیے ضرور تشریف لاتے۔ اُن کی مجالس میں ہونے والی گفتگو سے ہم ایسے طالب علموں کے بے شمار اشکالات دور ہوتے۔ وہ سائل کے سوال کو بڑی توجہ سے سنتے بعض اوقات دو دو مرتبہ سوال سنتے اور اسی طرح جواب میں بعض جملوں کو دو یا تین مرتبہ دہراتے۔ حضرت علامہ خالد محمود اپنی گفتگو سبق پڑھانے کے انداز میں کرتے۔ یوں ان کی باتیں دل پر نقش ہو جاتیں۔

راقم نے لاہور میں ایک ملاقات میں حضرت علامہ کو 7 مارچ 1986ء کو مسجد احرار چناب نگر میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام شہداءِ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت وخطاب کی دعوت دی اور انہوں نے فوراً قبول فرمالی۔ سوءِ اتفاق کہ سواری بروقت نہ ملنے کی وجہ سے وہ اجلاس میں شریک نہ ہوسکے۔ نماز جمعہ کے بعد عصر تک کانفرنس کی آخری نشست تھی۔ نماز مغرب سے کچھ دیر قبل ہم کارکنان احرار، ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت علامہ تشریف لے آئے۔ ہمیں اس بات پر حیرت ہوئی کہ وہ ایک طالب علم کے ساتھ سائیکل پر بیٹھ کر یہاں پہنچے تھے۔ تبادلۂ سلام ودعا کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ سائیکل پر کہاں سے آئے ہیں؟ ہمیں اطلاع کی ہوتی، سواری بھیج دیتے۔ فرمانے لگے:

''لاہور سے بس تاخیر سے چلی، مسجد احرار کا راستہ معلوم نہ تھا۔ پھر میں تنہا مسافر، کوئی رفیق سفر بھی نہ ملا۔ عصر کے وقت مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز مسلم کالونی کے بس اسٹاپ پر اتر گیا۔ وہاں موجود حضرات سے مسجد احرار کا پتا پوچھا تو انہوں نے ایک طالب علم کو سائیکل دے کر میرے ساتھ روانہ کردیا۔ آپ سے وعدہ کیا تھا، وعدہ نبھانے آگیا ہوں۔ ضروری تو نہیں کہ جلسے میں ہی گفتگو کروں۔ مجلس میں بھی تو گفتگو ہوسکتی ہے۔ مجھے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت مجلس احرار اسلام سے بہت ہی محبت ہے۔ یہی محبت مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ جب امیر شریعت سے محبت ہے تو اس کا لازمی تقاضا ہے کہ اُن کے بیٹوں اور اُن کی جماعت سے بھی محبت کی جائے۔ میں نے سوچا کہ کانفرنس تو ختم ہوگئی لیکن امیر شریعت کے بیٹے تو موجود ہوں گے، احرار کارکن بھی ہوں گے۔ میں انہیں دیکھ کر امیر شریعت کی یادیں تازہ کرلوں گا۔''

یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی گرنے لگے۔ گزرا ہوا زمانہ، بیتے واقعات، امیر شریعت کی اُن پر شفقت، احرار کانفرنسوں کے تاریخی مناظر، نہ جانے کیا کیا یاد آیا ہوگا۔ ابناء امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری اور حضرت مولانا سید عطاء المومن بخاری رحمہما اللہ کے ساتھ دیر تک گفتگو فرماتے رہے، موتی رولتے رہے۔ کتنے ہی موضوعات تھے جن پر ایک ہی مجلس میں انہوں نے علم کے دریا بہائے۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کو بھی حضرت علامہ خالد محمود رحمہ اللہ سے بہت محبت تھی۔ جب بھی ملاقات ہوتی تو وہ ان سے سوالات ضرور کرتے۔ حضرت شاہ جی ان کے مزاج شناس بھی تھے اور علمی وجاہت کے قدردان بھی۔ اس مجلس میں بھی عقیدہ ختم نبوت، حیات ونزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، مرزا قادیانی کے دجل وفریب اور دیگر موضوعات پر شاہ جی نے سوالات کیے۔ حضرت علامہ کھلتے اور کھلتے چلے گئے۔ اے کاش! اس مجلس کی گفتگو کوئی لکھ لیتا۔ نماز عشاء سے قبل حضرت علامہ نے واپسی کا فرمایا۔ سواری کا انتظام کیا اور حضرت کو رخصت کیا۔ آج سوچتا ہوں کہ اتنا بڑا آدمی اور اتنی سادگی ووضع، داری یہ اُن کے علم وتقویٰ کا فیض تھا۔

آئے عشاق ، گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

(باقی آئندہ)

☆......☆......☆

شعائرِ اسلام اور قادیانی......دنگ ہوں فریب کاری کے انبار دیکھ کر

پروفیسر عبدالواحد سجاد

مسلم معاشرہ جن اسما، افعال اور مقامات سے پہچانا جاتا ہے، انہیں شعائرِ اسلام کہا جاتا ہے، شعائر کو آپ آسان الفاظ میں علامات اور نشانات کہہ سکتے ہیں، اس سے مسلمانوں کی پہچان ہوتی ہے اور مسلم آبادیوں کی یہ شناخت ہوتے ہیں۔ امت مسلمہ کے شعائر میں کعبہ، مسجد، کلمہ، اذان، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ جیسے احکامات اور مقامات شامل ہیں۔ مرزا قادیانی کے پیروکاران تمام شعائر میں مسلمانوں سے الگ ہیں، کیونکہ وہ عقیدہ ختم نبوت سمیت اسلام کے کئی بنیادی عقائد کا انکار کرتے ہیں اور خود مرزا غلام احمد قادیانی اس علیحدگی کا قائل تھا۔ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود ان کے یہ الفاظ نقل کرتا ہے:

''یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند مسائل میں ہے، آپ (مرزا قادیانی) نے فرمایا اللہ کی ذات، رسول کریم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔'' (روزنامہ الفضل، 30 جولائی 1930ء)

اس اعتراف کے بعد کیا قادیانیوں کا مسلم شعائر کا استعمال کھلی ناانصافی نہیں؟ جب وہ خود مسلم شعائر میں اکثریت کے ساتھ اختلاف کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان شعائر کا پرچار کیا انہیں زیب دیتا ہے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قادیانیوں کا عقیدہ کسی ذی شعور سے پوشیدہ نہیں، مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے لیے خاتم الانبیاء اور اکمل ترین شخصیت مانتے ہیں جبکہ قادیانی ظلی اور بروزی کی اصطلاحات باطلہ کی آڑ میں مرزا قادیانی کی نبوت کو مانتے ہیں، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ظہور کا عقیدہ رکھتے ہیں، ایک ظہور عربی اور دوسرا ظہور ہندی اور مرزا قادیانی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف دوسرا ظہور قرار دیتے ہیں بلکہ اسے (ظہور ہندی کو) پہلے ظہور سے زیادہ کامل قرار دیتے ہیں، مرزا قادیانی کے ایک پیرو نے یہ اشعار پڑھے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(نعوذ باللہ) (اخبار ''بدر'' قادیان، 25 اکتوبر 1906ء)

قرآن کے بارے میں مرزا بشیر الدین کلمۃ الفصل، صفحہ 173 میں لکھتا ہے:

ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی، مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے، اس لیے ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ کو بروزی طور پر دنیا میں معبوث کر کے آپ پر قرآن اتارا جائے۔

نماز کے حوالے سے مرزا قادیانی اپنی کتاب تذکرہ جسے قادیانی ''وحی'' قرار دیتے ہیں کے صفحہ 40 طبع دوم میں لکھتا ہے: یاد رکھو کہ جیسے خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے اوپر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر، مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے، غیر مسلم کی عبادت گاہ مسجد نہیں کہلا سکتی، مسجد کے ساتھ اذان بھی شعائر اسلام میں سے ہے اور قرآن کریم نے سورۃ الحج کی آیت 40 میں بیان کیا ہے کہ

وَلَوْ لاَ دَفْعُ اللّٰهِ النّا سَ بَعْضَم بَعْضٍ لَهُدِّ مَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْ كَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْــــراً (اگر اللہ بعض کو بعض سے نہ روکتا تو گرا دیے جاتے تکیے، گرجے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جب تم کسی مسجد کو دیکھو یا اذان سنو تو کسی ایک کو بھی قتل نہ کرو۔'' (ابوداؤد)

آپ کا یہ بھی فرمان ہے کہ ''جب تم کسی شخص کو مسجد میں آتا جاتا دیکھو تو اس کے ایمان کی شہادت دو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اللہ کی مساجد کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوں۔'' (ترمذی)

ان آیات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد اسلامی شعائر میں سے ہیں، اگر قادیانی یا کسی دوسرے غیر مسلم کو ایسی عبادت گاہ بنانے کی اجازت ہو جسے وہ مسجد کا نام دے تو کیا وہاں آنے جانے والے کو مسلمان کہا جا سکے گا؟ چودھری ظفر اللہ خان کا یہ اعتراف کرنا کہ ''اگر احمدی مسلمان نہیں تو ان کا مسجد کے ساتھ کیا واسطہ؟'' (تحدیث نعمت، صفحہ 162) یہ ثابت نہیں کرتا کہ مسجدیں مسلمانوں کی عبادت گاہیں غیر مسلموں کا ان سے کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا؟

اگر کفار اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دیں تو اس سے مسلمانوں کا تشخص مجروح ہوتا ہے، قرآن مجید اور تاریخ میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ سورۃ توبہ میں منافقین کی ''مسجد ضرار'' کا ذکر موجود ہے: ''اور جنھوں نے مسجد بنائی ضد، کفر اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے اور گھات اس شخص کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ پہلے سے لڑ رہا ہے،

اب وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی چاہی تھی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔'' (التوبہ 107)

وحی الٰہی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن وخشمؓ اور معن بن عدیؓ کے ذریعے اسے جلا دیا۔ یمن میں مشرکین نے کعبہ یمانیہ کے نام سے ایک عبادت خانہ تعمیر کیا تو حضرت جریر بن عبداللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے 150 آدمیوں کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوئے اور اسے مسمار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ ہم نے اس عمارت کو خارش زدہ اونٹ کی طرح کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

اسی طرح اذان بھی اسلامی شعائر میں سے ہے اور یہ نماز کے لیے دعوت ہے اور اذان کے لیے قرآن میں نماز کے لیے ''بلاوا'' (آواز) کا نام دیا گیا ہے اور تینوں مقامات پر اہل ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے۔ سورۃ المائدہ کی آیت 58، سورہ حم السجدہ کی آیت 33 اور سورۃ الجمعہ کی آیت 9 کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے دو آیات میں یا ایھا الذین امنوا (اے ایمان والو!) ہے اور حم السجدہ میں اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (میں مسلمان ہوں) کے الفاظ اس کی شہادت دیتے ہیں اب مسلمانوں کے اس امتیازی نشان کی اجازت کسی غیر مسلم کو کیسے دی جاسکتی ہے۔ یہ شعائر امت مسلمہ کے تشخص کے قیام کے لیے ضروری ہیں اور مسلمان دوسری اقوام میں انہی نشانات سے پہچانے جاتے ہیں، اب اگر کوئی غیر مسلم اقلیت ان شعائر اسلامیہ کو خود سے منسوب کرنے پر مصر ہو اور وہ اپنی عبادت گاہ کو مسلمانوں والا نام دے اور عبادت کے لیے بلانے کے لیے اذان کہے اور اس کے لیے الفاظ بھی وہی استعمال کرے جو مسلمانوں کے ہوں تو کیا اسے ''مذہبی آزادی'' کے نام پر اس کی اجازت ہونی چاہیے تو یہ اس کی اجازت دنیا کے کسی آئین اور دستور میں ہے نہ اس کا اخلاقی جواز ہے، الٹا یہ اکثریت کی مذہبی آزادی اور تشخص کو برباد کرنے کی کوشش ہی قرار پائے گا، جب قادیانیوں کے معتقدات الگ ہیں تو وہ مسلم شعائر کو کیسے خود پر چسپاں کر سکتے ہیں؟ بدقسمتی یہ ہے کہ اگر قادیانی فریب کاری کر رہے ہیں تو ہمارے لبرلز اور سطحی علم رکھنے والے بھی حقائق کو جانے بغیر ان کی حمایت کر کے مسلم اکثریت کے تشخص کو دھندلانے میں مصروف ہیں، اسلامی شعائر کے حوالے سے قادیانی طرز عمل پر یہی کہا جاسکتا ہے

دنگ ہوں فریب کاری کے انبار دیکھ کر
چہرے پہ اور چہروں کی بھرمار دیکھ کر

مرزا قادیانی جھوٹا تھا......

مولانا منظور احمد آفاقی

آیئے صدی سوا صدی پہلے کے ہندوستان میں جھانکیں اور دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ ایران اور افغانستان کی سرحدوں سے برما کی سرحد تک، ہمالیائی سلسلہ کوہ، نیپال اور بھوٹان کی سرحدوں سے بحرِ ہند تک اس وسیع و عریض ملک میں ہر طرف مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں نعرے گونج رہے ہیں۔ کوئی انہیں مجدد مانتا ہے۔ کوئی مسیح، اور کوئی مہدی، غرض پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔ اور مرزا صاحب فرنگی کی چھتری تلے بیٹھے اپنی دکان داری چمکا رہے ہیں۔ اُنہیں اس بات کی قطعاً پروا نہیں ہے کہ اُن کے رویے سے اُمّتِ مسلمہ کا شیرازہ بکھر رہا ہے۔ مسلمان کمزور سے کمزور تر ہوتے جا رہے ہیں اور فرنگی کا اقتدار و استبداد خوف ناک حد تک بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اندریں حالات ایک خضر صورت بزرگ کلہاڑی لیے فرنگی اور مرزا کا تعاقب کر رہے ہیں۔

یہ ایک جلسہ گاہ ہے۔ پنڈال لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ ختم نبوت کے پروانوں کا ذوق وشوق دیدنی ہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا انتظار ہے۔ عقیدت مندوں کے دیدہ و دل فرش راہ ہیں اور ان کے گوش حقیقت نیوش ایک مترنم آواز کے منتظر ہیں۔

ہمہ آہوانِ صحرا سر خود نہادہ برکف
بہ امیدِ آں کہ روزے بہ شکار خواہی آمد

لیجئے صاحب! انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ وہ دیکھیے بس اسٹاپ پر ایک تانگا آن رُکا ہے۔ ایک بزرگ اُتر رہے ہیں اور پنڈال کی طرف خراماں خراماں چلے آ رہے ہیں۔ ان کی ایک جھلک دیکھتے ہی لوگوں نے ''امیر شریعت زندہ باد'' کے نعرے لگانا شروع کر دیے ہیں۔ حضرت اسٹیج پر تشریف لے آئے ہیں اور اپنی نشست سنبھال لی ہے۔ جلسے کی کارروائی شروع ہو چکی ہے۔ لو جی حضرت کی باری بھی آ گئی ہے۔ مائیک آپ کے سامنے ہے۔ آپ نے قرآن حکیم کی تلاوت سے اپنی تقریر کا آغاز کر دیا ہے۔ کلام اللہ کی مٹھاس اور حضرت کی دل کش آواز نے ایک سماں باندھ دیا ہے۔ اور ایک ایسا سحر طاری کر دیا ہے کہ لگتا ہے جیسے قرآن آسمان سے ابھی ابھی نازل ہو رہا ہے۔

تلاوت مکمل ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''حضرات! میں جلسہ گاہ کی طرف آنے کے لیے جس ٹانگے پر سوار ہوا تھا اُس میں جُتا ہوا گھوڑا مجھ سے کہنے لگا کہ مرزا جھوٹا ہے۔ اور وہ سارے سفر میں یہی فقرہ دُہراتا رہا کہ مرزا جھوٹا ہے، مرزا جھوٹا ہے''۔

سامعین حیران کہ حضرت امیر شریعت کیسی انوکھی کہانی سُنا رہے ہیں! کہیں گھوڑے بھی انسانوں سے باتیں کرتے ہیں۔ حضرت نے کچھ دیر انہیں حیرت زدہ کیے رکھا پھر ارشاد فرمایا:

''جب حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے تو ہر قسم کی تکلیف اور مشقت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس دکھوں بھری دنیا میں امن، سکون اور خوش حالی کا دور دورہ ہوگا۔ مرزا قادیانی نے بھی مسیح ہونے کا دعوی کر رکھا ہے۔ اس پر وہ گھوڑا زبانِ حال سے کہہ رہا تھا کہ یہ کیسا مسیح ہے جس کے آنے سے میری مشقت تو ختم نہیں ہوئی! لہٰذا میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ مرزا جھوٹا ہے''۔

مرزا قادیانی کے دور میں انگریز اپنے اقتدار کو مستحکم کر چکے تھے۔ وہ ہندوؤں کو اُبھارتے اور مسلمانوں کو گراتے تھے۔ اس اُتار چڑھاؤ کی سیاست میں مرزا جی انگریزوں کی مدح سرائی کیا کرتے تھے۔ یہ کیسا مسیح تھا۔ جسے اسلام کی نہیں بلکہ کفر کی ترقی عزیز تھی!

قیام پاکستان کے وقت پانچ دریاؤں کی سرزمین میں چھٹا دریا مسلمانوں کے خون کا بہایا گیا تھا۔ گزشتہ صدی کی دو عالم گیر جنگوں میں کروڑوں انسان ہلاک و زخمی ہو چکے ہیں۔ نائن الیون کے بعد تادم تحریر کم و بیش دس لاکھ بے گناہ مسلمان موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ مختلف ممالک میں ایٹمی اسلحہ اس قدر بن چکا ہے کہ اس کرہ ارض کو بیسیوں دفعہ تباہ کیا جاسکتا ہے۔ پوچھنے والے پوچھتے ہیں کہ کیسا مسیح آیا ہے جس کے ظہور سے امن عالم تہہ و بالا ہو گیا ہے؟

عدالتوں کی حالتِ زار دیکھئے معمولی مقدمے بھی بیس بیس اور تیس تیس سالوں تک چل رہے ہیں دادا کے دائر کیے ہوئے مقدمے کا فیصلہ پوتے کے حق میں ہوتا ہے دو دو نسلیں انصاف سے محروم ہو رہی ہیں قانون مکڑی کا جالا بن چکا ہے جو صرف کمزور کو اپنی گرفت میں لیتا ہے۔ طاقتور لوگ قانون ہی کو اڑا دیتے ہیں، ان حالات میں ہمیں مژدہ سنایا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کے روپ میں جناب مسیح علیہ السلام ظاہر ہو چکے ہیں، یہ اچھے مسیح ٹھہرے جن کی آمد سے انصاف ہی سرے سے غائب ہو گیا ہے!

اس جیتی جاگتی دنیا پر ایک نظر ڈالیے، اقوام و ملل کا جائزہ لیجئے آپ کو امن وسکون، عدل و انصاف، راحت و خوشی کے مواقع کم اور ظلم و ستم، جبر و قہر، مصائب و آلام کی گھٹائیں زیادہ ملیں گی۔ افراتفری کی یہ فضا اور ظلم و ستم سے لبریز دنیا پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جس مسیح کا انتظار تھا وہ ابھی تک نہیں آئے اور جسے سوا صدی قبل مسیح موعود بنا کر پیش کیا گیا تھا وہ جھوٹا تھا۔

ڈاکٹر صفدر محمود، تاریخی حقائق اور مجلس احرار

محمد قاسم چیمہ

2 جون 2020ء کے ''روزنامہ جنگ'' میں ڈاکٹر صفدر محمود کا کالم ''ایک تاریخی واقعے کی تصحیح'' نظر سے گزرا۔ جس میں ڈاکٹر صاحب اپنے گزشتہ کالم (جو کہ 19 مئی کو ''جنگ'' میں شائع ہوا) کا حوالہ دیتے ہوئے ایک لایعنی بحث کا آغاز کررہے ہیں۔ صفدر محمود صاحب نے 19 مئی کے کالم میں قائداعظم محمد علی جناح کے حلف نامے کے حوالے سے چند باتیں کیں۔ حلف لینے سے قبل قائداعظم گورنر جنرل کی کرسی پر بیٹھے تھے یا حلف لینے کے بعد۔ اس واقعے کو اس قدر اہمیت دینا عقل سے ماورا ہے۔ خود صفدر محمود صاحب نے کالم کے آخر میں لکھا کہ ''قائداعظم کا کرسی پر بیٹھنا اور اٹھنا افسانہ ہے'' تو اس افسانے پر پورا کالم لکھ دینا کن حقائق سے پردہ چاک کررہا ہے۔ صفدر محمود صاحب نے لکھا کہ ''اگرچہ حلف برطانوی حکومت کی طرف سے ملا تھا لیکن قائداعظم نے خود اپنے ہاتھ سے اس میں کچھ ترامیم کرلی تھیں۔ قائداعظم پر برطانیہ سے وفاداری کا الزام لگانے والوں کو یہ علم ہی نہیں کہ قائداعظم کے حلف کے آخری الفاظ یہ تھے (میں پاکستان کے بننے والے آئین کا وفادار رہوں گا)''۔ دوسری جانب قائداعظم کے حلف نامے کے الفاظ تاریخ کا حصہ ہیں اور بے شمار کتب، رسائل وجرائد اور اخبارات کی زینت بن چکے ہیں۔ پاکستان کا معروف انگریزی اخبار ''ڈان'' (جس کے بانی بذات خود قائداعظم ہیں، اب ہیں یا نہیں ڈاکٹر صفدر محمود ہی بتاسکتے ہیں) نے 4 فروری 2013ء کو اخبار کی جانب سے ایک مضمون Transfer of power and Jinnah شائع کیا جس میں قائداعظم کے حلف نامے کے الفاظ موجود ہیں۔

Pursuant to the commission issued by King George VI Mohammad Ali Jinnah took the following oath of office:

"I, Mohammad Ali Jinnah, do solemnly affirm true faith and allegiance to the Constitution of Pakistan as by law established and that I will be faithful to His Majesty King George VI, in the office of Governor general of Pakistan."

اسی طرح حلف نامے کا اردو حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

میں محمد علی جناح، قانون کے مطابق قائم ہونے والے پاکستان کے دستورِ حکومت سے سچی عقیدت اور وفاداری کا عہد مصمم کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ میں پاکستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے شہنشاہ معظم جارج ششم اور ان کے ولی

عہدوں اور جانشینوں کا وفادار رہوں گا۔

(پاکستان کے سربراہان مملکت ''محمد اسلم لودھی'' صفحہ 80 طبع اول 2004ء، اردو سائنس بورڈ، لاہور)

یہ دونوں حوالے پاکستانی اخبار اور نیم سرکاری ادارے کے ہیں۔ اسی طرح ایک طرف تو صفدر محمود صاحب کو اس بات کا یقین ہے کہ قائداعظم کے حلف نامے سے قبل قرآن پاک کی تلاوت کی گئی اور اگر واقعی ایسا ہوا تو یہ ایک اچھی کاوش تھی تو دوسری جانب ڈاکٹر صاحب کو ''اصرار'' ہے کہ قیام پاکستان کے وقت پرچم کشائی مولانا شبیر احمد عثمانی کی بجائے قائداعظم نے خود کی تھی جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ کسی بھی شخص سے نظریاتی اختلاف ہوسکتا ہے لیکن اپنے دلائل کی کمزوری کو مولوی سے عمومی نفرت کے سہاروں سے مستحکم مت کریں۔ اس کے بھی حوالہ جات موجود ہیں۔

پھر صفدر محمود صاحب نے 2 جون کو ''روزنامہ جنگ'' میں چھپنے والے کالم میں اپنی من پسند بات کو درست ثابت کرنے کے لئے منیر احمد منیر کا حوالے کے طور پر خط اپنے کالم کی زینت بنایا۔ اس خط میں منیر احمد منیر نے لکھا کہ ''یہ احراری جہالت کی دلدل اور پاکستان دشمنی کی اذیت سے ابھی تک نہیں نکلے''۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ''آپ نے ایک احراری مولوی کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے کہ اس سے یہ صاف واضح ہے کہ انہوں نے آج تک پاکستان کو تسلیم کیا ہے نہ قائداعظم کو۔ ان کی سوئی آج بھی پاکستان مخالفت اور اس کی بدخواہی پر پوری شدومد سے وہیں اٹکی ہوئی ہے۔ آپ ان کی مساجد، مدارس، کتب، رسائل، نجی محفلیں اور خاص طور سے اس مقصد کے لئے قائم کردہ ان کے اشاعتی ادارے دیکھ لیں۔ سب واضح ہوجاتا ہے۔'' اسی طرح آگے چل کر صفدر محمود صاحب منیر احمد منیر کے خط کو نقل کرتے ہیں جس میں لکھا ہے کہ ''خود ان احراریوں کے مالی مربی، فکری رہنما، ہندو احیاپرست، مسلمانوں اور اسلام کے اٹل بیری پنڈت جواہر لال نہرو کا جو چلن تھا اس کا ذکر یہ نہیں کرتے نہ اس کے حلف برداری کی عبارت کا۔'' اسی طرح آگے لکھتے ہیں کہ ''ان احراری مولوی صاحب کو ڈومینین اسٹیٹس والے بھارت کے لئے اٹھایا ہوا حلف نظر نہیں آئے گا۔ لارڈ ماونٹ بیٹن بھارت کا پہلا گورنر جنرل تھا۔ 21 جون 1948ء کو اس نے یہ چارج چھوڑ دیا تھا جس کی جگہ راج گوپال اچاریہ نے گورنر جنرل شپ کا حلف اٹھایا تھا، اس میں بھی تاج برطانیہ سے وفاداری موجود تھی۔ وہ ان احراری مولوی صاحبان کو نظر نہیں آئے گی۔''

ڈاکٹر صفدر محمود صاحب کی خدمت میں چند گزارشات ہیں کہ قائداعظم کے حلف کو مجلس احرار نے تو موضوع بحث نہیں بنایا، یہ ہمارا مسئلہ نہیں کہ قائداعظم نے کون سا حلف اٹھایا تھا اور نہرو نے کون سا؟ یہ تاریخ کا معاملہ ہے، آپ جانیں اور تاریخ جانے۔ ہم تو پاکستان کی سلامتی اور تحفظ کی بات کرتے ہیں۔ اگر آپ کے نزدیک یہ بھی احرار کا جرم ہے تو پھر آپ کی دانش کو سو سلام۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے تو قیام پاکستان کے بعد اپنی رائے کی شکست کا برملا اعتراف کیا، پاکستان سے وفاداری کا اعلان کیا اور اس لڑائی کو ختم کر دیا۔ اس وقت سے آج تک مجلس احرار کی ایک سرگرمی بھی ملک کے خلاف نہیں۔

مجلس احرار کے بانی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار کی سیاسی حیثیت

تک ختم کردی اور 1949ء میں لاہور دہلی دروازے میں دفاع پاکستان احرار کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''مسلم لیگ سے ہمارا اختلاف صرف یہ تھا کہ ملک کا نقشہ کس طرح بنے۔ یہ نہیں کہ ملک نہ بنے۔ یہ کوئی بنیادی اختلاف نہیں تھا۔ نہ حلال وحرام کا، نہ گناہ وثواب کا اور نہ مذہب کا۔ ایک نظریے کا اختلاف تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ پورے چھ صوبے ملیں۔ ہمارا اختلاف صرف مرکز کی علیحدگی پر تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ آزادی مل جائے، ذرا سنبھل لیں اور دس سال بعد مرکز سے الگ ہو جائیں لیکن لیگ کہتی تھی کہ نہیں۔ مرکز کے ساتھ ہمارا کوئی الحاق نہیں رہ سکتا۔ پس اب ملک بن چکا ہے اب مسلم لیگ سے ہمارا کوئی اختلاف نہیں، نہ ہم ولی ہیں نہ لیگ والے قطب۔ ہمارا اور لیگ کا اختلاف صرف مرکز سے علیحدگی پر تھا اور داغ کے الفاظ میں یوں کہنا چاہیے:

مدت سے میری ان کی قیامت کی ہے تکرار
بات اتنی ہے کہ وہ کل کہتے ہیں میں آج

(حیات امیر شریعت از جانباز مرزا صفحہ 325-324-323)

اسی طرح سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے یہ بھی فرمایا کہ ''تم میری رائے کو خود فروشی کا نام مت دو۔ میری رائے ہار گئی اب اس کہانی کو یہیں ختم کردو۔ پاکستان نے جب بھی پکارا۔ واللہ باللہ میں اس کے ذرے ذرے کی حفاظت کروں گا۔ مجھے یہ اتنا ہی عزیز ہے جتنا کوئی اور دعوی کرسکتا ہے۔ میں قول کا نہیں عمل کا آدمی ہوں۔ اس طرف (پاکستان) کسی نے آنکھ اٹھائی تو وہ پھوڑ دی جائے گی۔ کسی نے ہاتھ اٹھایا تو وہ کاٹ دیا جائے گا۔ میں اس وطن اور اس کی عزت کے مقابلے میں اپنی جان عزیز رکھتا ہوں نہ اولاد۔ میرا خون پہلے بھی تمہارا تھا اور اب بھی تمہارا ہے۔

(پاکستان میں کیا ہوگا؟ مرتب سید محمد کفیل بخاری صفحہ 97)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ منیر احمد منیر کس بنیاد پر کہہ رہے ہیں کہ احرار نے پاکستان کو آج تک تسلیم نہیں کیا۔ احرار قیادت پہلے بھی قائداعظم کا احترام کرتی تھی اور اب بھی۔ قیام پاکستان کے بعد پنجاب میں بالخصوص دو ہی بڑی سیاسی قوتیں تھیں۔ مجلس احرار اور مسلم لیگ۔ مجلس احرار نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرلی تاکہ مسلم لیگ سے تعاون کیا جاسکے۔ اس کے باوجود صفدر محمود صاحب مجلس احرار سے پاکستان کی وفاداری کا سرٹیفکیٹ مانگ رہے ہیں۔ اگر منیر احمد منیر اور صفدر محمود صاحب کی یہ خواہش ہے کہ انہیں بھی قائداعظم جیسا احترام دیا جائے تو یہ ممکن نہیں۔ قیام پاکستان کے بعد سے لے کر آج تک 72 برسوں سے احرار کو مطعون کیا جارہا ہے، اس کے جواب میں مجلس احرار کی جانب سے آپ کس رویے کی توقع رکھتے ہیں؟ احرار نے تو لڑائی ختم کردی تھی، لیکن مسلم لیگ کے نادان دوستوں نے ابھی تک نہیں کی۔ احرار پاکستان کے آئین کو تسلیم کرتے ہوئے پاکستان میں رہتے ہیں، آئین کا احترام اور پاسداری کرتے ہیں، پھر ان کی حب الوطنی پر شکوک کیوں پیدا کیے جاتے ہیں؟ جبکہ قادیانی کھلے عام آئین پاکستان کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں، منیر احمد منیر اور صفدر محمود صاحب کو ان سے کیا ہمدردی ہے کہ ان کے

خلاف ایک لفظ بھی لکھنے کی توفیق نہیں۔صفدر محمود صاحب کو قادیانیوں کی پاکستان سے وفاداری پر شک کیوں نہیں ہوتا؟

منیر احمد منیر اور صفدر محمود صاحب یہ بھی بتائیں کہ وہ قادیانیوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ جبکہ قادیانی پوری امت مسلمہ کو کافر سمجھتے ہیں۔قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین نے اکھنڈ بھارت کا عقیدہ پیش کیا اور قادیانی اپنی میتوں کو پاکستان میں امانتاً دفن کرتے ہیں۔سرظفر اللہ نے قائداعظم کا جنازہ پڑھنے سے انکار کیا۔منیر احمد منیر اور صفدر محمود صاحب قائداعظم کا جنازہ نہ پڑھنے کی تاویل اور سرظفر اللہ کا دفاع کریں گے؟

اگر حقائق پر روشنی ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ قائداعظم کے نام نہاد وارثوں نے نفرت اور تعصب کے بیج بوئے اور اس کی فصل آج تک کاشت کر رہے ہیں۔اس گورکھ دھندے میں آدھا ملک تک گنوا بیٹھے۔مشرقی پاکستان، مجلس احرار نے تو ختم نہیں کیا۔یہ کارنامہ بھی قائداعظم کے وارثوں نے ہی انجام دیا۔شیخ مجیب الرحمٰن بھی مسلم لیگی تھے۔نوجوانی میں تحریک پاکستان کے پرجوش کارکن تھے۔قائداعظم کے بیانات بلیٹن کی صورت میں سائیکلوسٹائل مشین سے پرنٹ کر کے عوام میں تقسیم کرتے تھے۔حسین شہید سہروردی کے ساتھ مل کر پاکستان زندہ باد کے نعرے بلند کرتے تھے۔منیر احمد منیر اور صفدر محمود جیسے محبّ وطن لیگیوں نے ہی مجیب الرحمٰن کو اپنا مخالف بنایا۔صفدر محمود صاحب اس بات کا تعین بھی فرمادیں کہ ایک نامعلوم عام آدمی کی بات کو بنیاد بنا کر مجلس احرار کے سر جھوٹ کے انبار لگانا، تنقید کے تیرونشتر چلانا اور کالم بھرتی کرنا صحافت کی کونسی صنف ہے؟

قائداعظم کے وارثوں سے ایک سوال یہ بھی کرنا ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کی تاریخ آزادی ایک ہی ہے، ہمیں اور انہیں ایک جتنا وقت ملا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوستان میں جمہوری اقدار اس قدر مضبوط ہیں کہ کچھ بھی ہو جائے یہ نہیں ہوسکتا کہ فوج اقتدار پر شب خون مارے اور آئین کوردی کی ٹوکری کی زینت بنائے۔قائداعظم کے وارث یہ بھی بتائیں کہ وہ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تاحال جمہوری اقدار اور سیاسی نظام کو مستحکم کیوں نہ کر سکے۔مجلس احرار تو اس راہ میں رکاوٹ نہیں، پھر تاحال ایک بھی وزیراعظم اپنی مدت مکمل کیوں نہ کر سکا؟ حد درجہ کمال کی بات یہ ہے کہ صفدر محمود صاحب کو پیپلز پارٹی، مسلم لیگ ن، تحریک انصاف اور دیگر سیاسی جماعتوں کے مابین سیاسی اختلاف رائے قبول ہے لیکن مجلس احرار اور مسلم لیگ کا اختلاف قبول نہیں۔پاکستان کی تقسیم ایک سیاسی اور انتظامی معاملہ تھا جس پر اختلاف غیر معمولی بات نہیں اور نہ ہی یہ کفر و اسلام کا مسئلہ ہے۔

صفدر محمود صاحب کی خدمت میں آخری گزارش یہ ہے کہ ہر تین چار ماہ بعد بے مقصد بحث کا آغاز کرنے اور گڑے مردے اکھیڑنے کا اب کوئی فائدہ نہیں۔72 برس بیت گئے، ہمارا ملک کئی نشیب و فراز سے گزر چکا۔ہمیں ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر وطن عزیز پاکستان کی فلاح و بہبود، تعمیر و ترقی کے لئے کام کرنا ہوگا۔احمد فراز نے کہا تھا کہ:

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

مسافرانِ آخرت

☆ چیچہ وطنی: دارالعلوم ختم نبوت کے معاون خصوصی حاجی محمد انور (راچڈیل) برطانیہ، انتقال: ۱۷/اکتوبر ۲۰۱۹ء۔

☆ ملتان: شیخ رشید احمد رحمہ اللہ، مجلس احرار اسلام ملتان کے سابق صدر شیخ صوفی نذیر احمد رحمہ اللہ کے بھائی اور شیخ محمد معاویہ و شیخ محمد مغیرہ کے چچا، انتقال: ۲۲/اپریل۔

☆ چیچہ وطنی: محمد فاروق کے والد گرامی محمد یوسف (یوسف الیکٹرانک سٹور والے) مطابق ۲۸/اپریل منگل کو انتقال فرما گئے۔

☆ مولوی اللہ بخش مرحوم، بستی مولویان، رحیم یار خان، انتقال: ۴/مئی۔

☆ ڈیرہ اسماعیل خان: حاجی سلیم جان ایڈووکیٹ رحمہ اللہ، انتقال: ۵/مئی۔

☆ مجلس احرار اسلام کمالیہ کے سابق صدر مہر سلطان محمود مرحوم کے فرزند محمد صدیق ۱۶/مئی کو انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کے کارکن محمد منیب، عبدالحسیب کی والدہ رحمہا اللہ، انتقال: یکم شوال، ۲۴/مئی۔

☆ چیچہ وطنی: جماعت کے قدیم ساتھی حافظ محمد جاوید کے تایا جان ۲۷/مئی بدھ کو انتقال فرما گئے۔

☆ ملتان: ہمارے بہت ہی مہربان، حاجی جابر علی صاحب کے بھائی حاجی مبارک علی رحمہ اللہ، انتقال: ۲۷/مئی۔

☆ تلہ گنگ: ہمشیرہ حافظ عمار یاسر (صوبائی وزیر معدنیات پنجاب) انتقال: ۲۷/مئی۔

☆ کمالیہ: معروف خطیب اور عالم دین مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء رحمہ اللہ، انتقال: ۲۷/مئی۔

☆ ناگڑیاں: بھائی محمد فاروق رحمہ اللہ، بھائی محمد عمیر فاروق کے والد، انتقال: ۲۸/مئی۔

☆ حضرت پیر سید خورشید احمد شاہ ہمدانی رحمہ اللہ (عبدالحکیم ضلع خانیوال) کے فرزند اور مولانا سید اسعد شاہ ہمدانی کے بھائی، سید حسین احمد شاہ ہمدانی رحمہ اللہ، انتقال: ۲۹/مئی۔

☆ بابا محمد یوسف رحمہ اللہ: مرکز احرار جامع مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ کے قدیم خادم و مؤذن، انتقال: ۳۰/مئی۔

☆ چیچہ وطنی: دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے معاون چودھری عطاء اللہ وڑائچ ۲/جون منگل کو انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام جھنگ کے قدیم کارکن عبدالغفور کی اہلیہ اور محمد یونس ڈھڈی کی والدہ، انتقال: ۳/جون

☆ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتان رحمہ اللہ کے فرزند حافظ غلام محمد رحمہ اللہ، انتقال: ۶/جون۔

☆ گوجرانوالہ: حضرت صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ کی اہلیہ، مولانا فیاض خان سواتی کی والدہ ماجدہ اور مولانا زاہد الراشدی کی چچی صاحبہ رحمہا اللہ، انتقال: ۶/جون۔

☆ ندیم عمر (برمنگھم) کے والد گرامی محمد عمر ۷/جون ہفتہ کو پتوکی میں انتقال کر گئے۔

☆ ہمارے انتہائی قدیم مخلص دوست اور قانونی مشیر، حکیم محمود خان ایڈووکیٹ رحمہ اللہ، انتقال: ۸/ جون۔

☆ لاہور: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت حافظ صغیر احمد رحمہ اللہ، انتقال: ۸/ جون۔

☆ مجلس احرار اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ناظم چودھری محمد نذیر کے چچازاد بھائی محمد یٰسین مرحوم (قدیم احرار کارکن)۔

☆ ساہیوال میں ہمارے دیرینہ معاون حافظ محمد بلال عیدگاہ ساہیوال ۱۰/ جون بدھ کو انتقال کر گئے، نماز جنازہ مرکزی جامع مسجد عیدگاہ میں مفتی عطاء اللہ نے پڑھائی، عبداللطیف خالد چیمہ، قاری محمد قاسم، مولانا پیر جی عبدالباسط، قاری منظور احمد طاہر، قاری بشیر احمد رحیمی، قاری سعید ابن شہید، علماء کرام، دینی کارکنوں اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کی بڑی تعداد نماز جنازہ میں شریک ہوئی۔

☆ چیچہ وطنی: چک نمبر 45-12 ایل میں مولانا عنایت اللہ شاکر ۱۰/ جون، بدھ کو انتقال فرما گئے، مرحوم، ہر دلعزیز اور باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے، نماز جنازہ ۱۱/ جون جمعرات کو مرحوم کے بڑے فرزند مولانا شفیع اللہ نے پڑھائی۔ جس میں علاقہ بھر سے علماء کرام اور عوام الناس نے شرکت کی، قاری محمد قاسم، حافظ حبیب اللہ رشیدی، قاضی عبدالقدیر، حافظ محمد سلیم شاہ، محمد رمضان جلوی اور دیگر ساتھی بھی شریک ہوئے، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا پیر جی عبدالباسط، مولانا محمد شفیع قاسمی اور دیگر نے مرحوم کے فرزندان سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے، ان کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

☆ چیچہ وطنی: جمعیت علماء اسلام کے مقامی رہنما اور صحافی شیخ محمد حارث دانش کی والدہ ماجدہ، انتقال: ۱۲/ جون، جمعرات۔

☆ مجلس احرار اسلام بیٹ میر ہزار کے امیر، حاجی عبدالرزاق گاذر رحمہ اللہ، انتقال: ۱۲/ جون۔

☆ مجلس احرار اسلام چنیوٹ کے قدیم کارکن محمد صفدر کی والدہ ماجدہ، انتقال: ۱۳/ جون۔

☆ مجلس احرار اسلام جھنگ کے سرپرست محمد حسن مغل، انتقال: ۱۳ جون۔

☆ مدرسہ ختم نبوت جامع مسجد احرار چناب نگر کے استاد مولانا محمود الحسن کے ماموں مولانا غلام حسین نعمانی رحمہ اللہ ۱۴/ جون کو انتقال کر گئے۔

☆ لاہور: مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر کے سابق کارکن مہر شوکت علی ملاح ۱۵/ جون، پیر، چھنی قریشیاں چناب نگر، لاہور کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام ڈسکہ کے کارکن مولانا حکیم محمد احسن کی پھوپھو، انتقال: ۱۵/ جون۔

☆ لاہور: ہمارے مہربان مفتی محمد سعد رضوی کی خالہ محترمہ ۱۶/ جون منگل کو کراچی میں انتقال کر گئیں۔

☆ چیچہ وطنی جماعت کے معاون آصف علی حیدر (حیات آباد) کے والد گرامی حاجی عبدالمجید ٹھیکدار، انتقال: ۱۷/ جون

☆ لاہور: جناب ڈاکٹر طاہر مصطفیٰ کے بڑے بھائی محمد جمیل ارشد مرحوم، انتقال: ۱۷/ جون۔

☆ چیچہ وطنی: جماعت کے معاون محمد ساجد (شمس پورہ) کی والدہ ماجدہ ۱۷/ جون بدھ کو انتقال کر گئیں۔

☆مولانا عبدالخالق رحمہ اللہ، بستی اسلام آباد، انتقال: ۱۸؍جون۔

☆لاہور: ہمارے دیرینہ مہربان اور بے تکلف دوست کرنل (ر) فاروق احمد خاں کے بہنوئی غلام صابر کیفی ایڈووکیٹ ۱۵؍جون کو انتقال کر گئے۔

☆لاہور: کرنل (ر) فاروق احمد خاں کے جواں سال فرزند تیمور احمد خاں ۲۱؍جون کو انتقال کر گئے۔

☆شجاع آباد: حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمہ اللہ کے فرزند و جانشین، مولانا مفتی محمد احمد (جامعہ اشرفیہ مانکوٹ) کے ماموں، مولانا پیر عزیز احمد بہلوی رحمہ اللہ، انتقال ۲۰؍جون۔

☆مجلس احرار اسلام ضلع گجرات کے امیر حافظ ضیاء اللہ ہاشمی کے والد ماجد جناب عطا محمد ہاشمی رحمہ اللہ، انتقال: ۲۰؍جون وہوا ضلع ڈیرہ غازی خان۔

☆عظیم سُوپ ملتان کے ملک عظیم خان کے چچا، ایوب خان رحمہ اللہ، انتقال: ۲۰؍جون

☆ملتان: مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن شیخ جاوید اقبال کے چچا شیخ خالد مرحوم، انتقال: ۲۰؍جون۔

☆کراچی: جامعہ بنوریہ کراچی کے بانی مہتمم اور ممتاز عالم دین مفتی محمد نعیم صاحب رحمہ اللہ، انتقال: ۲۱؍جون۔

☆سوات: حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی نور اللہ مرقدہ کے چچا زاد اور بہنوئی مولانا عامر ملک رحمہ اللہ، انتقال: ۲۲؍جون۔

☆جناب اکرام الحق سرشار صاحب کے بڑے بھائی مرزا ارشد بیگ مرحوم، انتقال ۲۲؍جون۔

☆اسلام آباد: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خلیفہ، ممتاز عالم دین، حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی رحمہ اللہ، انتقال ۲۳؍جون۔

☆مجلس احرار اسلام کراچی کے نائب امیر حضرت مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی رحمہ اللہ انتقال ۲۶؍جون۔

☆تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے صدر قاری عبدالوحید قاسمی کے بھائی، انتقال ۲۶ جون۔

☆مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے سابق کارکن حکیم عبدالستار مرحوم کے بیٹے حافظ محمد معاویہ راشد کی اہلیہ، انتقال: ۲۹ جون۔

☆روزنامہ اسلام لاہور کے بیورو چیف جناب فرزند علی کی والدہ رحمہا اللہ

☆ملتان: ہمارے کرم فرما جناب امان اللہ شیخ صاحب کے والد محمود اللہ شیخ رحمہ اللہ

قارئین سے التماس ہے کہ مرحومین کے لیے مغفرت اور ورثاء و لواحقین کے لیے صبر جمیل اور نعم البدل کی دعا سے مدد کریں

خصوصی اشاعت

ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان

محسن احرار
ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کی شخصیت و خدمات کے حوالے سے ان شاء اللہ العزیز خصوصی اشاعت کا اہتمام کررہا ہے۔ تمام احباب، رفقاء و کارکنان احرار اور قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے تأثرات، مضامین، واقعات، منظوم کلام، خطوط اور یادداشتیں وغیرہ جلد از جلد دفتر ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان کو ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

امید ہے آپ حضرات اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں گے

آپ اپنی تحاریر نیچے دیے گئے ای میل اور ڈاک کے ذریعے ارسال کرسکتے ہیں

دفتر ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' دار بنی ہاشم مہربان کالونی ایم ڈی اے چوک ملتان

www.ahrar.org.pk / majlisahrar@yahoo.com / majlisahrar@hotmail.com

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کردے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

”الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔“ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کردے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

”اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔“ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس